بانی و سرپرست حجۃ الکاملین امام الواصلین امیر ملت حضرت مولانا
الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ
March, 1963
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
قصور
مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر
مقامِ اشاعت: کوٹ عثمان خان قصور ضلع لاہور

رحمۃ اللہ علیہ
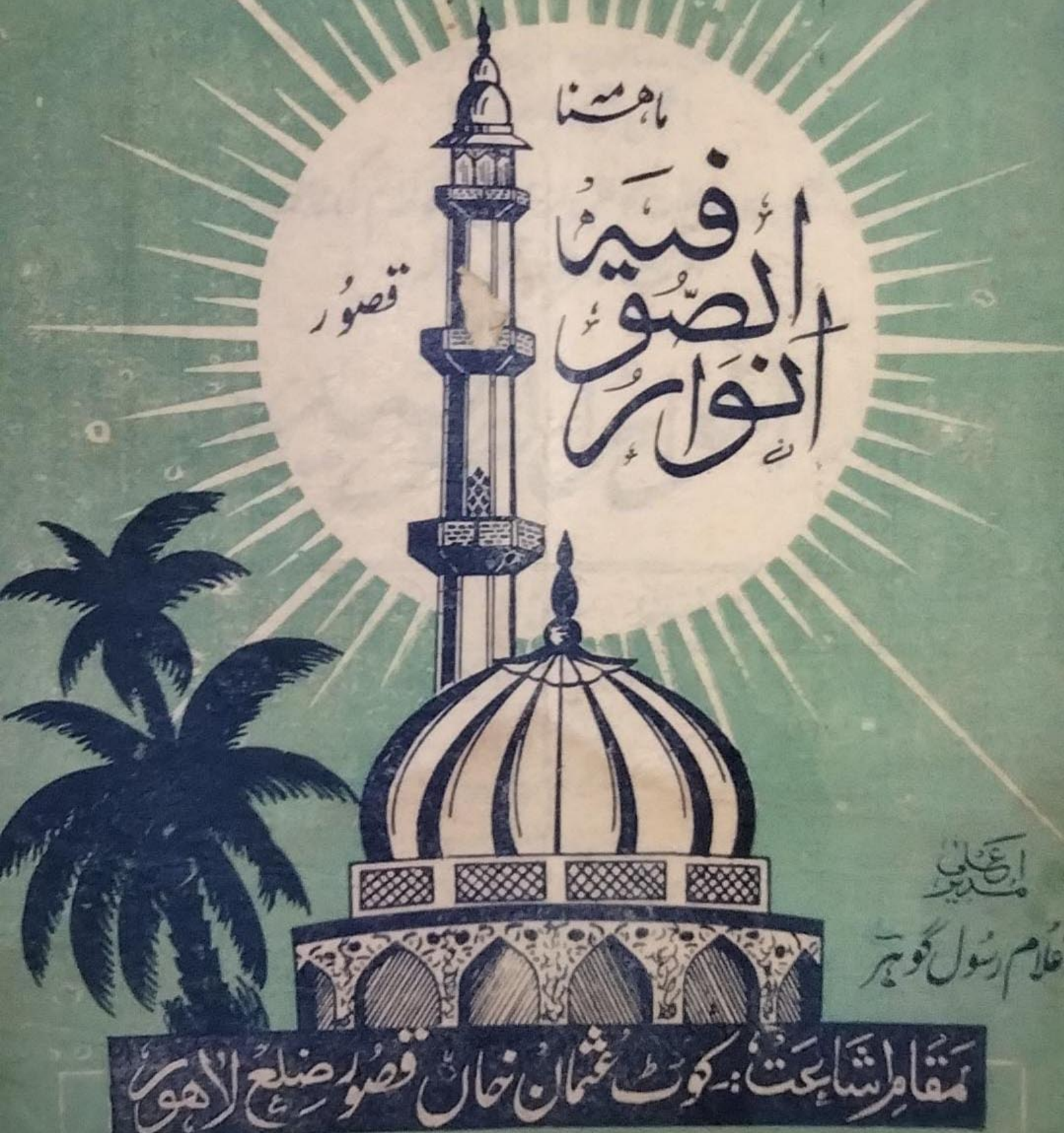
انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاونڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے
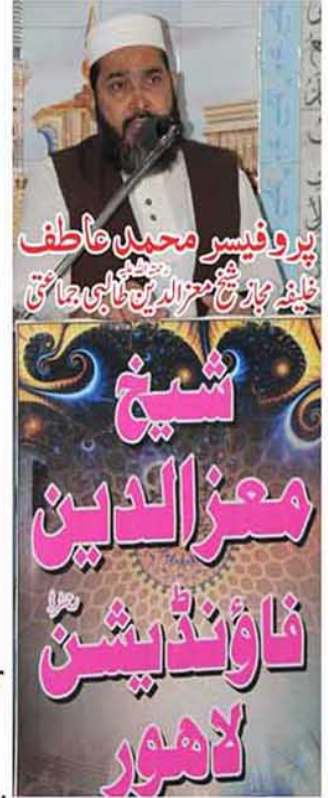
1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بفیض روحانی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سراج الملت والدین مولانا الحاج حافظ علامہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب قدس سرہ

بسرپرستی زبدۃ العارفین شمس الملت عالیجناب مولانا الحاج حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم علی پوری

بظل حمایت زبدۃ العارفین معین الملت مولانا الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علی پوری

انجمن خدام الصوفیہ کا

دینی - مذہبی - شریعت و طریقت کا علمبردار - صوفیائے کرام کی جان اور علمائے اُمت کا مرغوب قلب رسالہ

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

شمارہ ۷	مارچ ۱۹۶۳ء مطابق شوال المکرم ۱۳۸۲ھ	جلد ۳

فی کاپی ۵۰ پیسہ — سالانہ چندہ ۵/- روپے — معاونین کرام سے ۲۰/- روپے — سرپرست حضرات سے ۵۰/- روپے

نگران
بانی رشد و ہدایت مولانا الحاج علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب علی پوری

مدیر معاون
مولانا عبدالعزیز مرتضائی قصوری

مقام اشاعت
کوٹ عثمان خان قصور مغربی پاکستان

غلام رسول گوہر ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور سے شائع کیا

فہرس

مضمون	صفحہ
ضروری گذارشات	۳
نعت مصطفےٰ	۴
تفسیر عصامی	۵
معراج النبی	۹
قصیدہ (نظم)	۱۹
سوانح حیات حافظ انور علی صاحب	۲۰
عظمت رسالت	۲۱
سخن دلنواز (نظم)	۲۴
مالک کوثر	۲۵
نعت شریف	۳۰
شانِ اولیا (نظم)	۳۱
اہل بیت مصطفےٰ	۳۳
انبیاء علیہم السلام کی طہارت	۳۶
پاکباز	۳۹

آہ بابا فیروز خاں صاحب

بڑے افسوس سے یہ خبر وحشت اثر درج کی جا رہی ہے کہ حضرت الحاج ڈاکٹر اللہ دتا صاحب کنجاہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم بابا فیروز خاں صاحب مورخہ ۸ مارچ کو وفات پا گئے۔ ۱۱ مارچ بروز اتوار صبح ۱۰ بجے فاتحہ قل پڑھا گیا۔ مرحوم نہایت صالح اور بہت بزرگ با اخلاق مرد تھے انکی وفات سے سینکڑوں معتقدین کو صدمہ جانکاہ پہنچا ہوگا۔ ادارہ انوار الصوفیہ کو آپکی وفات سے دلی صدمہ ہوا ہے اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

عرس شریف

موضع کنجاہ ضلع گجرات میں حضرت مولانا الحاج ڈاکٹر اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حسب سابق سالانہ عرس شریف ۱۸-۱۹ مارچ بروز ہفتہ- اتوار جناب صوفی صاحبزادہ محمد امین صاحب سجادہ نشین کی صدارت میں ہو رہا ہے۔ جملہ یارانِ طریقت شمولیت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

ضروری گذارشات

ماہنامہ انوار الصوفیہ ہر ماہ انگریزی کی دس تاریخ کو شائع ہوتا ہے جس کا ہر خریدار کو زیادہ سے زیادہ ۱۲-۱۳ تاریخ کو پہنچ جانا لازمی ہے۔ اگر مذکورہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو دفتر میں اطلاع دے کر دوبارہ حاصل کریں۔ پورا مہینہ گذر جانے کے بعد اگر کوئی صاحب شکایت کریں گے تو قابل سماعت نہیں ہوگی۔

● رسالہ کے متعلق خط وکتابت یا منی آرڈر روانہ کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں تاکہ آپ کے ارشاد کی تعمیل ہو اور ارسال کردہ چندہ آپ کے نام کے ساتھ رجسٹر میں نمبر خریداری کے حوالے سے جمع ہو۔

● جب میعاد خریداری کے ختم ہو جانے کی اطلاع پتہ والی چٹ کے اوپر سرخ نشان سے ہو جائے تو دوسرے رسالہ کی اشاعت سے قبل اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں۔ اگر وی۔پی منگوانا منظور ہو تو ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر مطلع کریں۔ کسی کے نام اس کی اجازت کے بغیر وی۔پی نہیں کیا جاتا۔

● بھارت کے خریدار اپنا سالانہ چندہ مبلغ ۵/- مولانا الحاج محمد طاہر صاحب مراد آباد محلہ تمبا کو والا کے پاس جمع کرا کر ہمیں اطلاع دیں۔ یہاں سے اُن کے نام رسالہ جاری کیا جائے گا۔

● نمونہ کے طور پر اگر رسالہ منگوانا ہو تو آٹھ آنہ کے دو دو پیسہ والے ڈاک ٹکٹ ارسال کیجئے۔ مفت کسی کے نام نہیں بھیجا جائے گا۔

● زکوٰۃ فنڈ سے جتنے مستحقین کے نام رسالہ جاری کرنا تھا ہم جاری کر چکے ہیں۔ اب کوئی صاحب زکوٰۃ فنڈ سے رسالہ جاری کرنے کے متعلق نہ لکھیں۔

● مخیر حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنی زکوٰۃ یا عطیات سے مستحقین کے نام رسالہ جاری کرا کر رسالہ کی اعانت فرمائیں۔

● خلفاء کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنے حلقۂ ارادت ... سے رسالہ انوار الصوفیہ کے لئے نئے خریدار بنائیں۔

● علی پور شریف کے سالانہ عرس شریف پر ماہنامہ انوار الصوفیہ کا دفتر مولانا الحاج جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کے کمرہ میں ہوگا۔ جو احباب ہر سال عرس شریف پر چندہ دیتے ہیں وہ وہاں تشریف لا کر چندہ جمع کرا دیں۔

شاعر انوار الصوفیہ مولنٰا
صابر براری

نعتِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم

خدائی کے بانی ہیں سرکار والا یہ وحدت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
دو عالم میں انکی ہے جلوہ نمائی یہ کثرت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ہے مداحِ خالق ملائک ثنا خواں ہیں محکوم جن و بشر حور و غلماں
زمین و زماں تکتے ہیں بر فرماں یہ شوکت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

انہی سے نمایاں ہوا نورِ وحدت انہی سے ہویدا ہوئی ساری کثرت
دو عالم میں جاری ہے انکی شریعت یہ سطوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

اشارہ سے ٹکڑے ہوا ماہ تاباں پلٹ ہوا ڈوبا ہوا مہرِ رخشاں
ہوئی ابرِ باراں سے بارانِ رحمت یہ قدرت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

بہے حکم سے انکے پانی کے دھارے ہیں وہ عاجزوں بیکسوں کے سہارے
شجر اور حجر مثلِ انساں ہیں گویا یہ عظمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

کریں فقر و فاقہ سے خود تو گذارا مگر اہلِ حاجت پہ لطف و مدارا
سخاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

مقامِ دنی پر بلا کر بٹھایا بٹھا کر انہیں رازِ عالم بتایا
یہ رافت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے یہ حرمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ہے ماموں دنیا کی ذلت سے امت رہیگی بصد عافیت تا قیامت
غلاموں پہ اپنے شہِ انس و جاں کی یہ شفقت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ہراساں ہے کیوں خوفِ محشر سے صابر یہی توشۂ آخرت ہوگا ناصر
ترا شغل نعتِ رسول النبی عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

قاضی محمد ارشاد الٰہی صاحب نیفی عصامی
ساکن بوڈے (حال رحیم یار خان)

تفسیر عصامی (قسط ۵)

درالمنثور اور ابن جریر میں اس عنوان کی احادیث و آثار اس قدر موجود ہیں کہ اگر جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے اور ان کے اتباع میں بہت سے حضرات نے مثلاً عبدالحق صاحب حقانی نے تفسیر حقانی میں شاہ عبدالرؤف صاحب مجددی نے تفسیر رؤفی میں مولانا نبی بخش حلوائی لاہوری (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے تفسیر نبوی میں اسی طرح اور بہت سے مفسرین نے اس عنوان کا خاص اہتمام کیا ہے۔ علامہ یافعی اور کئی دوسرے اجلہ نے پورے اہتمام سے خواص القرآن میں علیحدہ تصنیفات کی ہیں ولی اللہ صاحب دہلوی نے علاوہ دیگر کتب کے القول الجمیل میں اس کا خاص مقام رکھا ہے۔ غیر مقلدین حضرات سے نواب صدیق حسن خاں قنوجی نے فتح البیان اور ترجمان القرآن دونوں میں اس کا نعیبہ رکھا ہے اور بقیۂ ترجمان القرآن کے پورے کرنے والے ذوالفقار صاحب نے اسی نہج پر اس کو چلایا ہے۔ نواب صاحب نے تو اس باب میں بنفس نفیس ایک مستقل کتاب بنام الداء والدواء تالیف کی ہے۔ اس کے علاوہ اس فن میں ان کی ایک عربی کتاب بھی سرسری نظر سے گذری ہے نیز دلیل الطالب علی ارجح المطالب ۱۲۹۴ھ میں ایک رسالہ اس کے جواز میں لکھا ہے فارسی میں ہے فارسی سمجھنے والوں کی دلچسپی کے لئے پیش کئے دیتا ہوں۔

سوال ۔ حکم تداوی بادویہ روحانیہ ربانیہ وادویۂ مرکب ازاں واز طبیعیہ ہمچو رقیٰ وتمائم وتعالیق جواہر از احجار وخرزات وتحو آں باعتقاد نفع ازالۂ مرض ودفع نقر وتسخیر ابناء جنس وعدم تاثیر سلاح در بدن و جز آں چیست۔

جواب ۔ اعم وانفع واعظم تر از کتاب عزیز شفائی فرو دنیامدہ کما قال سبحانہ وتعالیٰ وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین وکلمہ من درانیجا بیانیہ است نہ تبعیضیہ پس قرآن کریم شفاء وعافیت است از ہر مرض وسقم روحانی باشد یا جسمانی وامراض روحانی اعتقادات فاسدہ واخلاق ذمیمہ واعمال قبیحہ ست وکتاب عزیز کہ باطل گرد وپیش او نیاید مشتمل است بر بیان معالجات ایں اسقام وعوارض بر ارشاد بسوئے طریق ازالۂ آنہا از قلب و قالب بروجہ اتم واکمل وسنت مطہرہ تلو او ست در ہیں

قاضی محمد ارشاد الٰہی صاحب فیضی عصامی
ساکن بوڑے (حال رحیم یار خاں)

تفسیر عصامی (قسط ۸)

در المنثور اور ابن جریر میں اس عنوان کی احادیث و آثار اس قدر موجود ہیں کہ اگر جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو۔ حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے اور ان کے اتباع میں بہت سے حضرات نے مثلاً عبد الحق صاحب حقانی نے تفسیر حقانی میں شاہ عبد الرؤف صاحب مجددی نے تفسیر رؤفی میں مولانا نبی بخش حلوائی لاہوری (رحمہم اللہ تعالےٰ) نے تفسیر نبوی میں اسی طرح اور بہت سے مفسرین نے اس عنوان کا خاص اہتمام کیا ہے۔ علامہ یافعی اور کئی دوسرے اجلہ نے پورے اہتمام سے خواص القرآن میں علیحدہ تصنیفات کی ہیں ولی اللہ صاحب دہلوی نے علاوہ دیگر کتب کے القول الجمیل میں اس کا خاص مقام رکھا ہے۔ غیر مقلدین حضرات سے نواب صدیق حسن خاں قنوجی نے فتح البیان اور ترجمان القرآن دونوں میں اس کا نصیبہ رکھا ہے اور بقیہ ترجمان القرآن کے پورے کرنے والے ذوالفقار صاحب نے اسی نہج پر اس کو چلایا ہے۔ نواب صاحب نے تو اس باب میں بنفس نفیس ایک مستقل کتاب بنام الداء والدواء تالیف کی ہے۔ اس کے علاوہ اس فن میں ان کی ایک عربی کتاب بھی سرسری نظر سے گذری ہے پھر دلیل الطالب علی ارجح المطالب ۱۲۹۴ھ میں ایک رسالہ اس کے جواز میں لکھا ہے فارسی میں ہے فارسی سمجھنے والوں کی دلچسپی کے لئے پیش کئے دیتا ہوں۔

سوال ۔ حکم تداوی با دویہ روحانیہ ربانیہ و ادویہ مرکب ازاں و از طبیعیہ ہمچو رقی و تمائم و تعالیق جواہر از احجار و خرزات و نحو آں باعتقاد نفع ازالہ مرض و دفع نقر و تسخیر ابنائے جنس و عدم تاثیر سلاح در بدن و جز آں چیست۔

جواب ۔ اعم و انفع و اعظم تر از کتاب عزیز شفائی فرود نیامدہ کما قال سبحانہ وتعالےٰ وننزل من القرآن ما ھو شفاء و رحمۃ للمؤمنین وکلمہ من در اینجا بیانیہ است نہ تبعیضیہ پس قرآن کریم شفاء و عافیت است از ہر مرض و سقم روحانی باشد یا جسمانی و امراض روحانی اعتقادات فاسدہ و اخلاق ذمیمہ و اعمال قبیحہ ست و کتاب عزیز کہ باطل گرد پیش او نیاید مشتمل است بر بیان معالجات ایں اسقام و عوارض بر ارشاد بسوئے طریق ازالہ آنہا از قلب و قالب بر وجہ اتم و اکمل و سنت مطہرہ تلو او ست دریں

اما اثبات و اما شافی بودن قرآن حمید از امراض جسمانیہ پس
بایں طریق است کہ تبرک وتیمن بقراءت وے نافع
ومفید است در بسیارے از امراض وبلایا ومزیل و
دافع آفات ورزایاست چنانچہ در حدیث آمدہ من
لم یستشف بالقرآن فلا شفاہ اللّٰہ و فاتحۃ الکتاب
دواء لکل داء و آمدہ خیر الدواء القرآن کذا فی
سفر السعادۃ و امثال ذالک و ہمچنیں لدیغ یعنی مار گزیدہ
بفاتحۃ الکتاب مجرب سلف و اکابر است از صحابہ و جز
ایشاں و در بعض ادعیہ ماثورہ آمدہ و ان تجعل القرآن
ربیع قلبی و شفاء صدری و آیات از اذکار وادعیہ
لیل ونہار کہ در سنت صحیحہ وارد گشتہ وبداں استشفاء و
تدبیر کردہ میشود لنفع و شفائی آں باذن پروردگار ثابت
است و تخلف شفا یا از جہت ضعف تاثیر و ہمت فاعل باشد
یا از جہت عدم قبول محل منفعل یا بنا بر آنکہ اینجا مانع قویست
کہ با وجود قوت فاعل و صلاحیت منفعل از وصول اثر
و ظہور تاثیر حاجب و حاجز آمدہ و ایں در ادویہ حسیہ
نیز پیدا است و عدم تاثیرش گاہے بجہت عدم قبول طبیعت
است اثر بدوائے دوا و گاہے از جہت وجود مانع از
رسیدن اثر دوا است بوجہ انتفاع بدن بحسب قبول
تمام طبیعت باشد مر دوا را وکذالک چوں قلب رقی
وتعویذ را بقبول تام وہمت قوی بگیرد تاثیر کند ورنا لا
علت و ہمچنیں حال ادعیہ است کہ صدق توجہ وحضور قلب
دراں معتبر است و عدم اجابتش گاہے بجہت ضعف نفس
دعاست کہ مرضی و محبوب الٰہی تعالیٰ نیست و گاہے
از جہت ضعف قلب و عدم اقبال اوست بر جناب عزت
در وقت دعا بحضور تام و توجہ کامل و گاہے از جہت
وجود مانع باشد از جانب اجابت مثل اکل حرام و ارتکاب
ظلم و مانند آں ورقیہ بعوذات و جز آں از اسماء الٰہی و
الفاظ ماثورہ رسالت پناہی طلب روحانی ست اگر بر لسان
ابرار واتقیا بتوجہ تام وہمت تمام جاری شود ولکن چوں
وجود ایں نوع عزیز و نادر است و قشر بجائے لب نشستہ
و فجار در زی (لباس) ابرار برآمدہ مردم دست بطب
جسمانی زدہ از آں فارغ و غافل نشستند شیخ عبد الحق
دہلوی رح در شرح سفر السعادۃ گفتہ .... الی قولہ...
...... وجماعتے از سلف روا داشتہ اند کہ آیات
قرآن بنویسند و میوں بیاشامند مجاہد گوید لا بأس
ان یکتب القرآن و یغسلہ و از ابن عباس مرویست
کہ زنے در طلق ماندہ بود آیتے یا دو آیت را از قرآن
فرمود کہ بنویسند وبشویند و بخورانند لکن مرفوعے دریں باب
یعنی کتابت و غسل و سقایت ثابت نشدہ شاید وجہش
آں باشد کہ در صدر اول نوشتن کمتر بود ولکن چوں
کتابت قرآن و حدیث بماثور ثابت است نوشانیدن
آب دست رسیدہ نبوت صلعم ہم وارد شدہ و فعل علماء
صحابہ مؤید آں آمدہ پس وجہے از برائے منع ازاں نباشد
وحکایت خواب شیخ ابو القاسم قشیری دربارہ شش
آیت شفا از برائے استشفا ولد بیمار او معروفست
حکاہ القسطلانی فی المواہب اللدنیہ و قاضی بیضاوی
نیز زیر آیہ وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین
اشارات بآیات شفا کردہ و سعد چلپی در حاشیہ آیات
مذکورہ را تعیین نمودہ وحکایت قشیری را نقل کردہ

در دیت حق سبحانہ را در منام ذکر نمودہ و قرأت آیات مذکورہ را بر مریض و کتابت آنہا را در ظرف چینی و شستن آنہا را بآب و نوشانیدن بر بیمار آوردہ و از شیخ تاج بن السبکی نقل کردہ کہ گفت دیدم بسیارے را از مشائخ کہ مے نوشتند این آیات را از برائے بیمار طلب عافیت را شیخ عبدالحق دہلوی فرمودہ کاتب حروف از شیخ عبدالوہاب متقی مالکی قدس سرہ نیز این عمل را از برائے بیماراں مشاہدہ نمودہ است انتہی و محرر سطور نیز تجربہ آن کردہ و تاثیرش بر وجہ اتم دریافتہ و در قول جمیل شیخ احمد ولی اللہ محدث دہلوی ہم این عمل مرقوم است و حدیث العین حق ثابت است و رقیہ آں بسنت صحیحہ ماثور اگرچہ جماعہ از معتزلہ دمی یخذ حذا وھم انکار آں میکنند و حدیث ابوسعید خدری در صحیح مسلم کہ درآں رقیہ لدیغ بفاتحۃ الکتاب کردہ و در اجرتش گوسفند گرفتہ حجت است درین باب و در آخر حدیث مذکور آمدہ کہ آنحضرت چوں بریں ماجرا آگاہ شد فرمود نیکو گردید گوسفنداں را قسمت کنید و ازاں مرا نصیبے دہید و این تاکید و مبالغہ است در حلت و طیبت وے و حدیث دلیل است برآنکہ گرفتن اجرت و اشتراط بر رقیہ جائز است اما بشرطیکہ بقرآن و دعا بود و دروے فریب و خداع نباشد انتہی۔ (باقی آئندہ)

اور مولوی وحید الزمان صاحب رفع العجاجہ شرح اردو ابن ماجہ صـ ۱۱۵ میں لکھتے ہیں۔

روضہ میں ہے کہ منتر میں کچھ قباحت نہیں بشرطیکہ اس میں شرک کے الفاظ نہ ہوں اور اگر حدیث اور قرآن سے ہو تو بہت عمدہ ہے اور بعض حدیثوں میں منتر اور تعویذ سے ممانعت ہے وہ محمول ہیں شرک کے مضامین پر یا اسباب پر تکیہ کرنے پر اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاوے اور منتر کے طریق مختلف سلف سے مروی ہیں اور مجاہد نے کہا کوئی قباحت نہیں اگر قرآن لکھا جاوے اس کو دھو کر پی لیوے اور ابن عباس نے دردزہ میں آیتیں دھو کر پلانے کا حکم دیا اور سعید ابن المسیب نے کہا کچھ قباحت نہیں قرآن لکھ کر عورتوں یا بچوں کے گلے میں لٹکانا بشرطیکہ چاندی یا چمڑے میں بند کر دیا جاوے اور ابن عمرو بن عاص دعا کو لکھ کر چھوٹے بچوں کے گلے میں لٹکاتے۔ انتہی مع زیادۃ و اختصار انتہی۔

پھر صاحب موصوف دوسری جگہ لکھتے ہیں:۔

ہر چند تعویذ گنڈہ جب اسماء الٰہی یا آیات قرآنی کے ساتھ ہو تو وہ جائز ہے جیسے اوپر گذرا اور بعض سلف سے بھی منقول اسی طرح وہ منتر جس میں شرک کا مضمون نہ ہو جیسے کئی حدیثوں سے ثابت ہوا مگر عبداللہ بن مسعود نے سرخ بادہ کے گنڈے کو توڑ ڈالا اس وجہ سے کہ وہ آیات قرآنی اور اسماء الٰہی سے نہ ہوگا (الی قولہ) اور جمہور علماء نے کہا ہے کہ اگر اس میں شرک کے مضامین نہ ہوں تو وہ جائز ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے قول الجمیل میں چیچک کے دفعیہ کے لئے سورۂ رحمان کا گنڈہ

لکھا ہے اور وہ ہمارے ملک میں بہت رائج ہے کہ جس بچے کے چیچک نکلنے کا ڈر ہو لیکن نکلنا شروع نہ ہوا ہو تو ایک ڈورا پاک و صاف لے کر سورہ رحمان پڑھنا شروع کرے اور ہر فبای آلاء ربکما تکذبان پر ایک گرہ اس میں دیتا جاوے یہاں تک کہ یہ سورت تمام ہو اور یہ ڈورا بچے کے گلے میں لٹکا دیا جاوے مترجم نے بھی اس کو آزمایا ہے اور اپنی اولاد پر کیا ہے انتہی بقدر الحاجۃ۔

اور خود محمد بن عبدالوہاب النجدی نے کتاب التوحید میں لکھا ہے :-

الرقی ھی التی تسمی العزائم وخص منہا الدلیل ما خلی من الشرک فقد رخص فیہ رسول اللہ صلعم من العین والحمۃ انتہی

ترجمہ :- رقیے جو عزائم کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں ان سے جو شرک سے خالی ہوں ان کے لئے دلیل خاص ہوئی کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نظر بد اور حمہ سے اس (منترو عزیمت) میں رخصت دی ہے۔

اور اس شارح نے فتح المجید فی شرح کتاب التوحید میں لکھا ہے :-

یشیر الی ان الرقی الموصوفۃ بکونہا شرکا ھی التی یستعان فیہا بغیر اللہ تعالے و اما اذا ذکر فیہا الاسماء اللہ تعالے وصفاتہ وآیاتہ والماثور عن النبی صلعم فہذا حسن جائز او مستحب انتہی۔

یعنی اس میں اشارہ ہے کہ رقی جو شرک سے موصوف ہوئے وہ ہیں جن میں غیر اللہ سے مدد لی جائے اور جب ان میں اسماء الٰہی و صفات الٰہی اور اس کی آیات اور وہ کلمات و ادعیہ جو رسول اللہ سے مروی ہوئے مذکور ہوں تو جائز یا مستحب ہیں۔ (باقی باقی)

مولانا حافظ غلام رسول صدر مدرس
مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں

معراج النبی صلے اللہ علیہ وسلم

(قسط ۲)

من لیشاء: ہماری اس تحقیق سے یہ اعتراض بھی مندفع ہوا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کرۂ نار سے کس طرح گذرے تقریر دفع اس طرح ہے کہ ہم نے ذکر کیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے لئے عروج بھی ہے اور نزول بھی جیسا کہ جبرئیل گذر جاتے ہیں اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی گذر گئے۔ اس کے علاوہ یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ کرۂ نار اہل ریاضی کے نزدیک تا م ہی نہیں قبطیین کے نزدیک آگ کا نشان تک نہیں یہ جواب صرف علی طریق تسلیم ہوگا۔ ورنہ اسلامی نقطۂ نظر سے کرۂ نار کو عبور کرنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بعید از عقل نہیں۔ جس طرح جبرئیل و دیگر ملائکہ آتے رہتے ہیں۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی تشریف لے گئے اور قریب قیامت نازل بھی ہوں گے۔

بیسؔ لطیف:۔ بہتر لطیف معراج میں یہ ہے کہ ہر نبی نے ذات باری تعالےٰ کی خبر دی۔ جنت و دوزخ کا بیان کیا اور ملکوتِ اعلیٰ کی نسبت بیان فرماتے رہے۔ ایک ہستی بھی ایسی ہونی چاہیے تھی جس نے یہ تمام باتیں اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائی ہوں۔ احکم الحاکمین نے اس مرتبہ کے لئے اپنے حقیقی محبوب محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کو برگزیدہ فرمایا کہ آپ وہ تمام باتیں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرمائی ہوئیں اپنی امت کو بیان فرما دیں تاکہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً کا وعدہ پورا ہو۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من لیشاء وکان فضل اللہ علیک عظیما۔

اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ قبل از معراج حضور کو علم الیقین کا مرتبہ حاصل تھا۔ اللہ نے آپ کو معراج کی رات میں عالم ملکوت وجبروت ولاہوت کا عین مشاہدہ کرایا اور علم الیقین سے عین الیقین اور حق الیقین کے درجہ علیا پر فائز فرمایا تاکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم یقین کے جمیع اقسام سے بہرہ ور ہوں۔

فائدہ:۔ جب مخبر صادق خبر دے تو علم الیقین ہوتا ہے بشرطیکہ مشاہدہ نہ ہو۔ اگر مشاہدہ اور طمانیت حاصل ہو جائے تو وہ عین الیقین ہوتا ہے۔ اگر اس کی فراوانی بھی حاصل ہو جائے تو اس کا نام حق الیقین رکھا جاتا ہے۔

الباب الثانی

وفیہ اربعۃ من المباحث

المبحث الاول:۔ احادیث معراج و اسریٰ

متواتر ہو چکی ہیں - علامہ ابن کثیر نے شافی وکافی بحث
فرمائی اس سے زنادقہ و دجاجلہ ہی اعتراض کرتے ہیں
یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ
ولو کرہ الکافرون - امام بخاری نے عن قتادہ عن
انس بن مالک بن صعصعہ روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے رات میں سیر کرائی گئی - بخاری کی
بعض روایات میں ہے کہ میں حطیم میں سویا ہوا تھا - واقدی
کی روائت میں ہے کہ میں شعب ابی طالب میں تھا - طبرانی
میں ہے کہ حضور علیہ السلام ام ہانی کے گھر تھے - زہری کی
روائت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے
گھر میں تھا اور مکان کی چھت کھولی گئی - بظاہر ان روایات
میں تعارض معلوم ہوتا ہے - علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری
میں فرماتے ہیں تعارض کوئی نہیں - کیونکہ حضور علیہ السلام ام ہانی
کے گھر تشریف فرما تھے - آپ کا گھر شعب ابی طالب کے نزدیک
تھا - اس گھر کی چھت میں شگاف کیا گیا - بیت کی اضافت
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بوجہ سکونت کے کی گئی ہے - اس
سے فرشتہ نازل ہوا آپ گھر سے مسجد کی طرف تشریف
لے گئے - آپ مسجد (یعنی حطیم) میں ہی لیٹ گئے - ہنوز نیند کا
کچھ اثر باقی تھا خاتمۃ الحفاظ شیخ الاسلام علامہ ابن حجر
فرماتے ہیں ابن اسحاق کی روائت حسن اس توفیق کی مؤید ہے
ان جبریل اتانی فاخرجنی الی المسجد فاذا کبۃ البراق الخ

سوال :- چھت میں شگاف کرنے کا کیا مطلب تھا
حالانکہ جبریل ویسے بھی تو آ سکتے تھے -

جواب :- چھت کھولنے میں یہ حکمت تھی کہ آپ کو
ابتدا امر سے ہی معلوم ہو جائے کہ میرے ساتھ کوئی خارق
عادت معاملہ ہونے والا ہے - بعض روایات میں ہے،
اولاً آپ کا سینہ سفل بطن تک چاک کیا گیا - اور آپ کا
قلب مبارک نکالا گیا - ایک زریں طشت میں زمزم کا پانی
تھا اس سے آپ کا قلب دھویا گیا - پھر ایک اور طشت
لایا گیا - جس میں ایمان اور حکمت تھے وہ قلب میں بھر دیئے
گئے - اور اس کے اصلی مقام پر اس کو رکھ کر درست کر دیا
گیا -

نکات

ملائکہ کرام نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب
اطہر کو آب زمزم سے کیونکر دھویا حالانکہ آب کوثر بھی لا
سکتے تھے - علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ ص۳ میں فرماتے
ہیں کہ شیخ الاسلام البلقینی نے کہا کہ اس میں یہ حکمت ہے
کہ بتایا جائے کہ آب زمزم آب کوثر سے افضل ہے -
کیونکہ قلب اقدس کو افضل پانی سے دھونا تھا - بعض نے
کہا کہ زمزم کا انتساب چونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی
طرف ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جد محترم ہیں لہٰذا
مناسب تھا کہ زمزم کے پانی کو استعمال کیا جاتا - صدر
مبارک کو اس لئے دھویا گیا تاکہ ملکوت کی روئیت پر
تقویت ہو جائے - کیونکہ آب زمزم کے ساتھ قلب کو
تقویت ہوتی ہے جیسا کہ حافظ ابن العراقی نے کہا -

سوال :- سونے کی طشت کو کیوں استعمال کیا گیا
باوجودیکہ ممنوع ہے -

جواب :- خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجر عسقلانی
فرماتے ہیں کہ تحریم ذہب مدینہ منورہ میں ہوئی - واقعہ معراج

کے وقت تحریم نہ ہوئی تھی - یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے خود تو استعمال نہیں کیا ملائکہ نے استعمال کیا - وہ اس کے مکلف ہی نہیں ہیں -

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ ایمان و حکمت کا طشت میں ہونا کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسی چیز جواہر غیبیہ سے تھی جس سے ایمان اور حکمت میں ترقی ہو - جیسا کہ دنیا کے بعض جواہر کا استعمال قلب اور دماغ میں قوت اور فرحت عطا کرتا ہے چونکہ وہ سبب ایمان اور حکمت کا تھا اس کا نام ہی ایمان و حکمت رکھ دیا گیا - پھر حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک سفید رنگ کا دابہ حاضر کیا گیا - جو براق کہلاتا ہے اس قدر برق رفتار ہے کہ اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا ہے - علامہ حقی رح روح البیان صـ۳۹۳ پر فرماتے ہیں اس کو براق اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی رفتار بادل کے براق کی مانند سریع ہے - علامہ ابن دحیہ رح فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے قبل اس پر کوئی بھی سوار نہیں ہوا - یونہی علامہ نووی رح نے کہا - حضرت جبرئیل نے لگام پکڑی اور میکائیل نے رکاب تھامی اور اسرافیل پیچھے ہوئے - حضور فرماتے ہیں جب میں سوار ہونے لگا تو براق نے شوخی کی - جبرئیل نے کہا تجھ کو کیا ہوا آپ سے بڑھ کر زیادہ مکرم عند اللہ کوئی شخص تجھ پر سوار نہیں ہوا - پس وہ عرق عرق ہو گیا - اگر اعتراض کیا جائے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا قول علامہ ابن دحیہ کے منافی ہے - تو جواب یہ ہے کہ منافات نہیں کیونکہ قضیہ سالبہ نفی موضوع کے ساتھ بھی صادق آتا ہے -

فائدہ :- علامہ آلوسی رح نے روح المعانی حصہ الجزء میں بحوالہ شیخ علائی رح ذکر کیا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے لیلۃ الاسری میں پانچ مراکب تھے - اول مکہ مکرمہ سے لے کر بیت المقدس تک براق تھی - بیت المقدس سے لیکر سماء دنیا تک معراج (سیڑھی) تھی - سماء دنیا سے لیکر ساتویں آسمان تک اجنحہ ملائکہ پھر جناح جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ تک - پانچواں یہاں سے قاب قوسین تک رفرف تھا - پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے - آپ کا گذر ایک ایسی زمین پر ہوا جس میں کھجور کے درخت کثرت سے تھے - حضرت جبرئیل نے عرض کی یہاں اتر کر نماز نفل پڑھیں - آپ نے نماز ادا فرمائی - جبرئیل نے کہا کہ آپ نے یثرب (مدینہ منورہ) میں نماز پڑھی - پھر ایک سفید زمین پر گذر ہوا - جبرئیل علیہ السلام نے کہا اتر کر نماز نفل ادا فرمایئے - آپ نے ایسا ہی کیا - جبرئیل نے کہا آپ نے مدین میں نماز پڑھی - ایک روایت میں بجائے مدین کے طور سینا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا - پھر بیت اللحم پر گذر ہوا - وہاں بھی نماز پڑھی - جبرئیل نے عرض کی کہ حضرت یہ وہ مقام ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت طیبہ ہوئی تھی -

تنبیہ :- مدینہ منورہ کا نام پہلے یثرب تھا - لیکن حضور اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد اس کا نام مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مشہور ہوا اور اب یثرب کا اطلاق نہیں کرنا چاہیئے کما قال بعض المحققین رحمہ اللہ تعالیٰ -

اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا اگر ایک دفعہ کسی نے
یثرب کہا تو اس کی تلافی کے لئے دس بار مدینہ منورہ کہے
اسی طرح امام احمد نے فرمایا ہے۔
(اشعۃ اللمعات ۶۷۰ ص ۶۹۰)

المبحث الثانی :۔ حضور کو سفر معراج کرتے
ہوئے یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مررت علی موسی لیلۃ
اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی
فی قبرہ :۔ صحیح مسلم بخاری ج ۲ ص ۲۶)
ترجمہ معراج کی رات میں نے سرخ ٹیلے کے نزدیک
- - - - - - - - - - - -
- - - - - - موسی علیہ السلام کے
پاس سے گذرا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے
نماز پڑھ رہے ہیں۔

تحقیق حیات :۔ اس صحیح حدیث میں سے موسی
علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا زندہ ہونا صراحتاً مذکور
ہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا۔ کہ حضرت انبیاء کرام
تمام زندہ ہیں۔ یہ زندگی حضرت موسے کے ساتھ مختص
نہیں۔ کیونکہ محدثین نے تخصیص کا قول نہیں کیا۔ بلکہ اس کے
برعکس اسے حیات انبیاء کے ھیہ کے ماتحت ذکر کرتے
ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی ج ۷ فتح الباری
ص ۲۷۸ پر فرماتے ہیں۔

فان قیل ھذا خاص بموسی قلنا وجدنا
لہ شاھدا من حدیث ابی ھریرۃ اخرجہ مسلم
ایضا من طریق الحدیث: یعنی اگر یہ کہا جائے کہ
یہ حیات موسی علیہ السلام سے خاص ہے۔ تو ہم کہیں گے
کہ ہمیں صحیح مسلم کی روایت سے حضرت ابوہریرہ کی حدیث
اس کے شاہد کے طور پر مل گئی ہے۔ جس میں ہے کہ حضور
علیہ السلام نے فرمایا۔ میں مقام حجر میں تھا۔ اور قریش مجھ
سے میرے سفر اسراء کے متعلق سوال کر رہے تھے پھر
دس حدیث میں ہے۔ کہ میں نے اپنے آپ کو انبیاء کی
پوری جماعت میں دیکھا۔ موسی، عیسی، ابراہیم علیہ السلام
سب حضرات وہاں جمع تھے۔

اسی طرح فتح الملہم ص ۱۳۳ میں بھی ہے۔
اگر اعتراض کیا جائے کہ جب موسی علیہ السلام اپنی قبر منور
میں زندہ تشریف فرما تھے پھر بیت المقدس میں بھی حاضر ہوئے
اور حضور علیہ السلام کے ساتھ اقتداء بھی کی جیسا کہ دیگر انبیاء کرام
نے حضور علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کی پھر آسمانی
پر حضور علیہ السلام کو ملے۔ پچاس نمازوں کی تخفیف کے لئے
بھی آپ کے ساتھ مذاکرہ کرتے رہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے
کہ وہ ان تمام امکنہ مختلفہ میں موجود ہوں۔ تو جواب یہ ہے
کہ معترض نے تعارض سمجھا حالانکہ تعارض نہیں۔ کیونکہ اس
کے لئے وحدت زمان شرط ہے جو کہ یہاں مفقود ہے جیسا
کہ جمیع کتب منطق میں مذکور ہے۔

حضرت شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری
ص ۲۷۸ میں کہا وصلوتھم فی اوقات مختلفۃ و
فی اماکن مختلفۃ لا یردہ العقل وقد ثبت
بہ النقل فدل ذالک علی حیاتھم۔ حضرت انبیاء
کرام کا مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر نمازیں پڑھنا
یہ ایک ایسی چیز ہے۔ کہ عقل اس کی تردید نہیں کرتی باوجودیکہ

نقل اس کو ثابت کر رہی ہے۔ پس یہ ان کے زندہ ہونے پر کافی شہادت ہے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے فتح الملہم صفحہ ۳۰۵ میں ذکر کیا ہے نفوس ناطقہ انسانیہ جب قدسیہ ہوں وہ بدن سے منسلخ ہو سکتے ہیں۔ پھر یا تو اپنے ابدان کی صورت پہ متمثل ہوتے ہیں۔ یا اور صورتوں میں متمثل ہو کر جہاں اللہ تعالےٰ کی مرضی ہو سیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام کا مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ باوجود کہ نفوس قدسیہ کا تعلق ابدان اصلیہ سے بھی ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے ان سے افعال بھی صادر ہوتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ بعض اولیاء کرام قدست اسرارہم سے حکایت کی گئی ہے۔ کہ وہ چند جگہوں میں نظر آئے۔ یہ ان کے غایت تقدس اور قوت تجردیہ کی وجہ سے تھا۔ یہ حال علامہ شبیر احمد عثمانی اولیاء کرام کا بیان کر رہے ہیں۔ حضرات انبیاء کرام کی شان ان سے بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ علامہ آلوسی نے بھی اسی طرح کہا۔ یہ بات پیش نظر ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء کرام حضور اکرم کو کئی مقامات پر ملے اور حضور نے ان کو امکنہ مختلفہ میں دیکھا۔

یہ روایت روح مع الجسم تھی۔ یعنی آپ نے انبیاء کرام کی ارواح کو ہی نہیں دیکھا بلکہ ان کے اجسام کو بھی دیکھا ہے۔ ورنہ یہ لازم آئے گا کہ بیت المقدس میں ارواح نے نمازیں پڑھیں ہوں۔ نہ کہ اجساد نے اگر کہا جائے کہ علامہ ابن القیم نے کتاب الروح میں اس پر تعاقب کیا ہے کہ روئیت صرف ارواح کی ہے۔ کیونکہ قطعاً اجسام زمین میں ہیں۔ ان کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ اگر پہلے ان کی بعثت ہو تو زمین۔ پھٹے گی نفخ صور کے نزدیک پھر موت آئے گی۔ جو کہ باطل ہے معلوم ہوا کہ آپ نے اجسام کو نہیں دیکھا بلکہ ارواح کو دیکھا ہے۔

تو جواب یہ ہے کہ علامہ محمد بن عبدالباقی مالکیؒ شرح مواہب اللدنیہ صفحہ ۴۳ میں اس تعاقب کو دفع کیا ہے کہ علامہ ابن القیم کا قول تب درست ہو جبکہ اجسام ارواح سے مفارق ہوں حالانکہ یوں نہیں بلکہ وہ اپنی قبور میں بحیوۃ حقیقیہ زندہ ہیں کھاتے پیتے ہیں ان کا قبور سے خروج اور مجیئت مقتضی بعثت نہیں بلکہ ان کا خروج ایک عام انسان کی طرح ہے جو کہ اپنی منزل سے کسی حاجت کے لئے نکلتا ہے پھر واپس آ جاتا ہے۔ اس کو افتراق نہیں کہا جا سکتا۔ اگر کہا جائے کہ انبیاء کرام اپنی اپنی قبور سے اصل اجسام عنصریہ کے ساتھ تشریف لے گئے تھے تو کیا وہ اتنی دیر اپنی قبور سے علیحدہ رہے تھے تو جواباً عرض ہے۔ کہ اگر رات کے مختصر لمحوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ سے ہو کر واپس تشریف لا سکتے ہیں بستر بھی گرم رہتا ہے اور اس کا کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا تو باقی انبیاء کرام کے اپنی قبور سے ایک نہایت مختصر لمحے کے لئے چلے جاتے ہیں اور اسی طرح چلے آنے میں کسی کو پتہ نہ چلے تو اس میں کون سا استحالہ لازم آتا ہے۔ اسی طرح حضرت جبرئیل بھی ایک لمحے میں سدرۃ المنتہیٰ سے مکہ مکرمہ میں آ جاتے ہیں جب حضرت جبرئیل کی یہ شان ہے۔ تو حضرات انبیاء کرام کیلئے کیوں محال سمجھا جاتا ہے۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر منورہ میں نماز پڑھنا کیا معنی رکھتا ہے۔ جب کہ عالم برزخ دار التکلیف نہیں۔ وہ تو صرف عالم دیتا ہے۔ جواب یہ ہے۔ کہ دار العمل کے انقطاع کے بعد جو عمل کا انقطاع

ہے نفس عمل کا انقطاع نہیں انبیائے کرام جو اپنی اپنی قبور میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ ہم تلذذاً پڑھتے ہیں وجوباً نہیں۔ کما قال بعض المحققین رحمۃ اللہ علیہم اس مختصر تحقیق سے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اثبات ہو جانا چاہیئے کہ سواد اعظم اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے انتقال فرمانے کے بعد عالم برزخ میں جو حیات حاصل ہے وہ اسی جسد اطہر کے ساتھ ہے جو دنیا میں آپ کو حاصل تھا۔ اور جسے روضہ مطہرہ میں دفن کیا گیا تھا اور یہ حیات مستمرہ دابدیہ ہے اور حیات شہداء سے اکمل و اعلیٰ وارفع ہے۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالےٰ قرآن عزیز میں فرماتے ہیں۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۔

ترجمہ: بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور انکو بھی مرنا ہے (اعلیحضرت بریلوی)

لفظ میت صفت مشبہ ہے۔ جس میں ثبوت صفت موصوف کیلئے دائمی ثابت ہے پھر حیات مستمرہ کیسے ثابت ہوئی۔ بلکہ معاملہ برعکس ہوا۔ جواباً عرض ہے کہ صفت مشبہ میں نحاۃ کے دو مذہب ہیں۔ پہلا مذہب امام النحو شیخ ابن حاجبؒ کا ہے۔ کہ صفت مشبہ استمرار کا مفید ہے۔ جیسا کہ شیخ رضی الدین نے رضی ص۱۶۲ میں بیان کیا ہے۔ اسی طرح بعض شارحین کافیہ نے بھی علامہ ابن حاجب کا مذہب بیان کرتے ہوئے ذکر کیا۔ اور یہی مسلک جمہور نحاۃ کا ہے۔ اسی مذہب پر ہی اعتراض پڑتا ہے۔ توجیہ جواب یوں ہے کہ صاحب مدارک نے اِنَّكَ مَيِّتٌ کا ترجمہ: ستموت کیا ہے۔ یعنی یا رسول اللہ آپ جلدی وفات پائیں گے۔ کیونکہ معنی استمراری درست نہیں ورنہ کلام باری تعالےٰ میں کذب لازم آئے گا کیونکہ وقت خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں لزوم کذب ظاہر ہے۔ لہذا کہنا پڑے گا۔ کہ میت معنی اسم فاعل ہے اور اسم فاعل بمعنی استقبال وحال ہوتا ہے۔ معنی حال پر تو کذب لازم آتا ہے۔ اس لئے استقبال والا معنی لیا جائے گا۔ جو کہ مجاز ہے۔ اور قاضی بیضاویؒ نے باعتبار ما یؤل الیہ کہ حال کا معنی کیا ہے۔ وہ بھی مجاز ہے۔ معنی استمراری کسی صورت میں درست نہ ہوا۔ اور نہ ہی کسی مفسر نے یہ ترجمہ کیا ورنہ یضرب کا ترجمہ زید ہمیشہ مارتا ہے کرنا پڑے گا حالانکہ یہ غلط ہے۔ اب اعتراض ھباءً منثوراً ہو گیا۔

دوسرا مذہب شیخ رضی کا ہے: وہ کہتا ہے کہ صفت مشبہ میں مطلق اتصاف ہوتا ہے۔ استمرار تب ہوتا ہے جب کہ بعض زمانہ کو بعض پر ترجیح نہ ہو۔ یہاں استمرار متحقق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ زمانہ حیات میں حیات کو موت پر ترجیح ہوتی ہے۔ استمرار کی شرط منفی ہے۔ اس پر اعتراض اصلاً درست نہیں۔ واللہ اعلم والعلم احکم۔

مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابو الدرداء سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے۔ کہ وہ حضرات انبیاء کرام کے اجسام کو کھائے اللہ تعالےٰ کے انبیاء زندہ ہیں انکو رزق دیا جاتا ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی اس حدیث کو نقل کر کے کہتے ہیں۔ کہ اس حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں زندہ ہیں۔ اور رزق اس عالم کے مناسب دیا جاتا ہے۔ گو شہدا کے لئے بھی حیات اور مرزوقیت ثابت ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام میں اُن سے اقوی اکمل ہے نشر الطیب ص۱۸۳ شہدا کرام کی زندگی پر قرآن عزیز نے نص کی ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ

بل احیاء ۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوئے انکو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں ۔ حضرات انبیاء کرام کی شان ان سے اعلیٰ و ارفع ہے ۔ لہذا انبیاء کی زندگی دلالۃ النص سے ثابت ہوگی ۔ جیساکہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے اسطرح علامہ سبکی شفاء السقام ص ۱۵۹ میں رقمطراز ہیں ۔

واذا ثبت ذلك في الشهيد ثبت في حق النبي صلى الله عليه وسلم بوجوه احدها ان هذا رتبة شريفة اعطيت للشهيد كرامة له ولا رتبة اعلى من رتبة الانبياء ولا شك ان حال الانبياء اعلى واكمل من حال جميع الشهداء فيستحيل ان يحصل كمال للشهداء ولا يحصل الانبياء لا سيما هذا الكمال الذي يوجب زيادة القرب والزلفى ۔

جب یہ حیات شہداء کے حق میں ثابت ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں بھی ثابت ہوگی ۔ اس کی چند وجوہات ہیں ۔ ایک وجہ یہ کہ حیات ایک مرتبہ ہے جو کہ شہداء کو کرامۃً عطا کیا گیا ۔ اور انبیاء کے مرتبہ سے اعلیٰ کوئی مرتبہ نہیں کرام کی شان تمام شہداء سے اعلیٰ و ارفع ہے اگر ایک کمال شہداء کو حاصل ہو خصوصاً وہ کمال جو موجب قرب ہو اور حضرات انبیاء کرام کو حاصل نہ ہو محال ہے ۔ ہم نے اختصار کی وجہ سے صرف ایک وجہ ذکر کی ہے ۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ انک میت کی عبارت النص سے موت ثابت ہوتی ہے اور ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء سے باعتبار دلالۃ النص کے زندگی ثابت ہوتی ہے ۔

عبارۃ النص اور دلالۃ النص میں تعارض ہو تو ترجیح عبارۃ النص کو ہوگی ۔ جیساکہ اصول فقہ میں مصرح ہے ۔ لہذا موت ثابت ہوئی ۔ جواباً عرض ہے ۔ کہ تعارض نہیں کیونکہ عبارۃ النص موت واستمراراً دواماً ثابت نہیں کر رہی ۔ بلکہ اپنے زمانہ میں صرف ثبوت ہو رہا ہے ۔ اور دلالۃ النص حیوٰۃ کو بعد از موت استمراراً ثابت کر رہی ہے ۔ تعارض مندفع ہوا ۔ کما لا یخفی علی العاقل مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقتضی تفصیل ہے ہم نے اس کو اختصاراً وضمناً ذکر کر دیا ہے ۔ چونکہ موضوع ہمارا معراج النبی ہے ۔ لہذا تفصیل سے اعتراض کرتے ہیں ۔

واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب

المبحث الثالث

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر معراج کرتے ہوئے عالم برزخ کے حالات بھی پیش آئے ۔ قبل ازیں کہ حالات ذکر کئے جاویں یہ ذکر کر دینا ضروری ہے ۔ کہ عالم برزخ کسے کہتے ہیں ۔

عالم برزخ

پانچ اقسام پر ہے ۔ عالم ارواح ۔ یہ وہ پہلی زندگی ہے ۔ جس میں عہد الست لیا گیا تھا ۔ واشهدهم على انفسهم کی شہادت اسی عالم کی ہے ۔ اس عالم کی انتہاء والدہ کے پیٹ میں ہوتی ہے ۔ اس عالم کو عالم ارواح اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے سوا جتنے بھی انسان کی زندگی کے دور ہیں سب میں روح کے ساتھ بدن متعلق ہے ۔ لیکن اس عالم میں صرف روحانی زندگی ہے ۔ بدن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ۔

عالم دنیا ۔ اس کا معنی قریبی زندگی کا ہے قرآن عزیز اس کو الحیوٰۃ الدنیا سے تعبیر کرتا ہے ۔ اس میں روح

و بدن کا تعلق نہایت مستحکم ہوتا ہے۔ مگر جسم کے احکام روح پر غالب رہتے ہیں۔ یہی عالم دارالتکلیف اور یہی دارالعمل ہے۔

عالم برزخ:۔ موت کے بعد سے لے کر یہ عالم قیامت تک قائم رہتا ہے۔ اس عالم میں بھی بدن کے ساتھ روح کا تعلق قوی ہوتا ہے۔ اس میں یا تو خود روح کو بدن میں داخل کیا جاتا ہے۔ یا روح اپنے مقام میں ہوتے ہوئے بدن پر تاثیر ڈالتی ہے۔ جس سے بدن میں قوت حیات پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں دنیا والوں سے پردہ بھی ہو جاتا ہے اور آخرت بھی پوری طرح نظر نہیں آتی۔ قبر کی منزل، اسی عالم میں شمار ہوتی ہے۔ اس عالم کے متعلق حضرت شیخ زادہ شارح بیضاوی صـ۴۴۶ و علامہ اسمٰعیل حقیؒ نے روح البیان میں صـ۱۶۵ و صـ۳۰۷ پر تذکرہ کیا ہے

عالم آخرت:۔ یہ وہی مقام ہے جس کو قرآن حکیم دارالقرار کہتا ہے۔ یہ ہمیشہ ٹھہرنے کا مقام ہے جنت و دوزخ اسی سے متعلق ہیں۔ یہی زندہ و باقی ہے۔

ان الدارۃ الاخرۃ لھی الحیوان۔

عالم مثال:۔ اس میں اشیاء اعراض کی صورت متمثل ہوتی ہیں۔ یہ عالم ارواح کے سوا حیات انسانی کے باقی ادوار کے متوازی چلتا ہے۔ عالم عنصری نہیں۔

بقیۃ السلف بحرالعلوم حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی حجۃ اللہ البالغہ میں اس عالم کا ذکر کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ [وسلم] کو سفر کرتے ہوئے راستہ میں ایک جگہ ایک بوڑھی حسینہ خوب بناؤ سنگھار کیے ہوئے ملی۔ مگر حضور علیہ السلام نے اس طرف کچھ بھی التفات نہ فرمایا۔ حضرت جبرئیل نے عرض کی وہ بوڑھی حسینہ عورت دنیا تھی۔ اگر آپ اس کی طرف توجہ فرماتے تو آپ کی ساری امت دین چھوڑ کر محض دنیا دار بن جاتی۔

روح البیان صـ۳۹۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جو ایک ہی دن میں بو بھی لیتے ہیں اور ایک ہی دن میں کاٹ بھی لیتے ہیں۔ اور جب کاٹتے ہیں پھر ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ کاٹنے کے قبل تھا آپ نے جبرئیل سے دریافت کیا یہ کیا ہے۔ عرض کی آقا یہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں۔ ان کی نیکی سات سو گنہ تک بڑھتی ہے۔

مواہب لدنیہ صـ۲۱ علامہ اسمٰعیل حقیؒ لکھتے ہیں۔ کہ پھر ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جن کے سر پتھر سے پھوڑے جا رہے ہیں۔ اور وہ پھر حالت سابقہ پر ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ ذرا بھی بند نہیں ہوتا۔ آپ نے پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے۔ عرض کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے روگردانی کرتے ہیں۔

روح البیان صـ۳۹۴ پھر آپ کا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ مقراضوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ جب کٹ جاتے ہیں پھر ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ بھی ذرا بھر بند نہیں ہوتا آپ نے استفسار فرمایا یہ کیا ہے۔ حضرت جبرئیل نے عرض کی یہ جھوٹے اور کاذب واعظین ہیں۔ جو لوگوں کو گمراہ کرتے تھے۔ پھر ایک ایسے شخص پر گذر ہوا جس نے لکڑیوں کا ایک بڑا گٹھا جمع

کورکھاہے - اور اس کو اٹھا نہیں سکتا بلکہ اور لکڑیاں جمع کرکے اس میں رکھتا ہے - آپ نے پوچھا یہ کیا - عرض کیا حضور یہ وہ آدمی ہے جس کے ذمے لوگوں کے بہت سے حقوق وامانتیں ہیں جن کی ادا یہ قدرت نہیں رکھتا - لیکن ابھی تک وہ اور امانتیں جمع کر رہا ہے علامہ حقی[1] فرماتے ہیں کہ پھر ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جن کے سامنے پکا ہوا گوشت ایک طرف رکھا ہوا ہے اور ایک طرف کچا سڑا ہوا رکھا ہے - وہ کچے اور بدبودار گوشت کو کھا رہے ہیں اچھا گوشت نہیں کھاتے - حضور نے فرمایا یہ کون سی قوم ہے - حضرت جبرئیل نے عرض کی یہ آپ کی امت میں سے وہ مرد ہے جس کے پاس حلال وطیب بیوی ہے پھر بھی وہ ناپاک عورت کے پاس رات گذارے یہاں تک کہ صبح ہو جائے - اسی طرح وہ عورت ہے جو اپنے حلال وطیب شوہر کے پاس سے اٹھ کر کسی مرد ناپاک کے پاس آوے اور رات اس کے پاس رہے یہاں تک کہ صبح ہو جائے (روح البیان صہ ۳۹۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے بہت سے عجائب وغرائب ملاحظہ فرمائے جن کا بیان کتب حدیث میں موجود ہے یہاں تک کہ آپ مسجد اقصیٰ پہنچ گئے -

المبحث الرابع

جب حضور بیت المقدس پہنچے حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے براق اس حلقہ سے باندھ دیا جس کے ساتھ حضرات انبیاء کرام اپنے مراکب کو باندھتے تھے - بزاز کی روایت میں ابوہریرۃ سے ہے یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے پتھر میں جو کہ بیت المقدس میں ہے انگشت سے سوراخ کرکے اس سے براق کو باندھ دیا - دونوں روایتوں میں تعارض ہے - علامہ طیبی نے وجہ توفیق یہ بیان کی کہ حلقہ قدیم الزمان سے تھا - کسی وجہ سے بند ہو گیا تھا - حضرت جبرئیل نے کھول دیا - دونوں حضرات باندھنے میں شریک ہو گئے - اس توفیق پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ حلقہ کی جگہ دروازہ ہے - اور صخرہ جس کو حضرت جبرئیل نے کھولا تھا وہ داخل مسجد ہے - وجہ توفیق بہتر یہ ہے کہ اولاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کی اتباع میں براق کو حلقہ سے باندھ دیا - پھر حضرت جبرئیل نے براق کو وہاں سے کھولا اور صخرہ میں باندھ دیا گویا کہ یہ کہا کہ یا رسول اللہ آپ کا مرکوب دروازہ میں نہیں باندھا جائے گا - کیونکہ آپ اعلیٰ وارفع ہیں آپ کا مرکوب اندر باندھ دیا جائے گا - (شرح مواہب لدنیہ صہ ۴۹)

یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ براق کو باندھنے کی کیا ضرورت تھی وہ تو مسخر کرکے بھیجا گیا تھا - جواب یہ ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ اس کو اس عالم میں آنے سے کچھ آثار یہاں کے پیدا ہو گئے ہوں اگرچہ اس کے بھاگنے کا اندیشہ نہ تھا تاہم اس کی شوخی وغیرہ سے آپ کے قلب مبارک کے پریشان ہونے کا احتمال ہو اس لئے باندھ دیا - علامہ نووی نے کہا کہ براق کو احتیاطاً فی الامور کو مدنظر رکھتے ہوئے باندھ دیا ہو گا -

یہ توکل علی اللہ کے خلاف نہیں جبکہ اعتماد اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر ہو۔ اس میں تعلیم امت کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ حکمتوں کا احاطہ شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ علامہ قسطلانی رح فرماتے ہیں امام بیہقی نے ابو سعید رض سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا کہ میں اور جبرئیل علیہ السلام بیت المقدس کی مسجد میں داخل ہوئے دونوں نے دو دو رکعت نماز ادا کی۔ علامہ محمد بن عبد الباقی فرماتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ یہ نماز تحیۃ المسجد ہے۔ حضرت ابن مسعود کی روایت میں یہ زیادتی ہے کہ میں مسجد میں گیا حضرات انبیاء کرام کو میں نے پہچانا۔ کوئی صاحب کھڑے ہیں کوئی رکوع میں ہیں کوئی سجدہ میں۔ پھر ایک مؤذن نے اذان کہی اور ہم صفوف درست کر کے اس انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ کون امامت کرتے ہیں۔ حضرت جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے کر دیا۔ میں نے سب کو نماز پڑھائی

قاضی عیاض رح اور علامہ سبکی رح فرماتے ہیں کہ یہ نماز حضرات انبیاء کرام نے "تلذذاً" پڑھی تکلیفاً نہیں۔ اس میں بعد نہیں کیونکہ انبیاء کرام زندہ ہیں جیسا کہ گذرا۔

(باقی باقی)

اخبار آستانہ عالیہ علی پور شریف

ماہ رمضان شریف بخیر و خوبی گذر گیا۔ حضرت مولانا صاحبزادہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب نے قرآن شریف ستائیسویں رمضان کو ختم کیا۔ جناب جوہر الملت علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے فضائل قرآن پر مدلل وعظ فرمایا اور نعت خوانوں نے نعت خوانی کی۔ رات کے بارہ بجے یہ مبارک اجلاس سلام و قیام پر ختم ہوا۔ منگل کے روز باہر کھلے میدان میں حضرت جوہر الملت نے نماز عید پڑھائی۔ حضرت مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب سجادہ نشین مدظلہم العالی حیدرآباد دکن رونق افروز ہیں۔ سالانہ عرس شریف کے قریب علی پور شریف تشریف لائیں گے۔ حضرت معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدینہ منورہ مقیم ہیں حج سے فارغ ہو کر تشریف لائیں گے۔ جناب پیر سید نذر حسین شاہ صاحب۔ جناب پیر سید انور حسین شاہ صاحب۔ جناب پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب و دیگر جملہ صاحبزادگان علی پور شریف ہیں۔

علی پور شریف کا سالانہ عرس شریف ۱۰-۱۱ مئی ۱۹۶۳ء مطابق ۲۷-۲۸ بیساکھ کو ہو رہا ہے

مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف کا داخلہ ۱۰ شوال سے ۳۰ شوال تک کھلا رہے گا۔ تشنگان علوم دینیہ کے لئے اس چشمۂ فیض سے بہرہ ور ہونے کا نادر موقع ہے۔ آئیں اور اس چشمہ سے فیضیاب اور سیراب ہوں۔

گوہر

پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کا جواب

(از حضرت اکبر لاہوری ڈیویلپمنٹ آفیسر لورین نگر سیالکوٹ)

احوالِ اولیاء سے محبت جو تھی مجھے
پہنچی ہے اک حدیث جماعت علی مجھے

ہو کر سوار ایک دخانی جہاز میں
حج کے سفر پہ آپ تھے نکلے کو جا رہے

ناگاہ اس جہاز کو طوفاں نے آ لیا
تمری کو جیسے باز جھپٹ کر دبوچ لے

کڑکی جو برق خرمنِ امن و امان پر
اہلِ جہاز چیخ اُٹھے خوفِ مرگ سے

ہر ایک کی زبان پہ جاری تھا "الامان"
شورِ دعا سے کانوں کے پردے تھے پھٹ رہے

لیکن وہ مردِ پیر کسی فکر کے بغیر
خاموش دیکھتا تھا جو منظر تھا سامنے

تائیدِ ایزدی سے طوفان تھم گیا
سب کی زبان پہ تھا کہ صد شکر بچ گئے

اس پر بھی کچھ اغراض کے خوگر جھپک اٹھے
اُٹھے زبانِ طعن کو پھیلائے ہوئے

دیکھو کہ اس بزرگ کی صورت کہ ایں جناب
طوفان میں بھی یادِ خدا سے بچے رہے

سب لوگ جب پکار رہے تھے "خدا خدا"
نامِ خدا سنا نہیں ان کی زبان سے

حضرت نے مسکرا کے دیا اُن کو یہ جواب
اُس نے کہا "کہو خدا تمہیں توفیقِ خیر دے

جس کا ہوں میں فقیر مجھے جانتا ہے وہ
غافل رہا نہیں ہوں کبھی اُس کی یاد سے

اس کے کرم سے میری نگہ پر ہیں منکشف
آقائی اور بندگی کے سارے مرحلے

یہ وقت وہ نہیں کہ اسے یاد میں کروں
یہ وقت وہ ہے جبکہ مجھے یاد وہ کرے

میری نماز میری نیاز یں مری حیات
پہلے سے وقف ہیں اسی دن کے واسطے"

از قلم محترمہ صیفیہ یاندی
(قسط ۲)

سوانح حیات حافظ انور علی صاحب صدیقی رحمتہ اللہ علیہ

پیر ۱۵ رجب المرجب سنہ ۱۳۳۰ھ صبح شرف زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور توجہ میں بیٹھے اور جو کچھ رات کا حال تھا عرض کیا جو کہ میری اور اولیاء اللہ کی کتاب دل میں لکھا ہوا ہے حال سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کل جو تم نے حضرت شاہ غلام جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی چوپائی پڑھی تھی اور جس نے اس کی شرح اور پیر کی سچی پاک محبت کی شرح کی تھی اس کو تم نے لکھا میں نے عرض کیا جناب میں نے وہ سب لکھ لیا ہے اور جکڑی بھی پیر کی پاک سچی محبت سے مرید اور مرید کے گھر میں اور پیر صاحب کی صحبت اور پاک محبت اور توجہ سے مرید کا دل نورانی ہونا بھی لکھا ہے۔ فرمایا سناؤ میں نے عرض کیا۔

جکڑی

سن ری سہیلی بات پیاری ساجن گھر میں آیا ری
ہاتھ جوڑ پڑی قدموں میں پیارا پیر منایا ری

اپنے دل میں جھاڑو دیکر اس کو خوب سجایا ری
جب وہ پیارا گھر میں آیا اپنا نور دکھایا ری

پیارے پیر پہ تن من واروں اپنا اور پرایا ری
سورج چاند سے زیادہ چمکے چمکے نور کا سایا ری

پیر کے نور نے میرے دل میں بجلی نیمت چلایا ری
دل کے نور محل میں سوجھا اپنا اور پرایا ری

سن ری سہیلی بات پیاری پیروں نے فرمایا ری
واری گئی جو پیر نے اپنے سب کچھ پایا ری

تو من مہندی انگ لگائی رنگ نہیں کچھ آیا ری
پیارے پیر کے ہوں میں صدقے جنے رنگ چڑھایا ری

رنگ چڑھا اور ہوئی سہاگن اللہ دل میں آیا ری
بال بال اللہ نکلے کندن ہو گئی کایا ری

پیارے پیر کے ہوں میں صدقے دھن دھن مان کا جایا ری
جس نے پیارا ساجن میرا مجھ سے پھر ملایا ری

نہائی دھوئی کپڑے پہنے عطر پھلیل لگایا ری
سارے سنگار کرکے جب صوفیہ دل اللہ میں آیا ری

(باقی آئندہ)

۵ یہ بزرگ ہمارے خاندان سے ہیں اور قلعہ رہتک میں ان کی خانقاہ ہے۔

مولانا الحاج مبین الملت پیر سید
حیدر حسین شاہ صاحب علی پور شریف

(قسط ۸)

عظمت رسالت محمدیہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

آپ کے معزز و مکرم القاب سے ایک لقب آپ کا حبیب اللہ بھی ہے۔ مشکوٰۃ کے باب فضائل سید المرسلین میں ایک حدیث عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ ایک مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بیٹھے ہوئے انبیاء سابقین کا مذاکرہ کر رہے تھے۔ کسی نے کہا کہ ابراہیم کی کیا ہی شان ہے کہ اس کو اللہ تعالےٰ نے اپنا خلیل بنایا۔ کسی نے کہا موسیٰ کی عجیب شان ہے کہ اس کو اللہ تعالےٰ نے اپنا کلیم بنایا۔ کسی نے کہا کہ عیسیٰ کی کیا شان ہے کہ اس کو اپنی روح کہہ کر عزت بخشی۔ اتنے میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں پہنچ گئے اور آپ نے وہ کچھ سن لیا تھا جو کچھ انہوں نے کہا تھا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ اور موسیٰ کلیم اللہ ہیں اور عیسیٰ روح اللہ ہیں۔ وانا حبیب اللہ اور میں حبیب اللہ ہوں۔ ایسے موقع پر کہ سابقہ رسولوں کے فضائل میں مذاکرہ ہو رہا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی ذات کے متعلق حبیب اللہ فرمانا اس دعویٰ کی دلیل بیّن ہے کہ حبیب اللہ کی شان ان تمام سے افضل وارفع اور اعلیٰ ہے۔ اب ہم حبیب اللہ کا مفہوم و منطوق واضح کرتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ حبیب اللہ بروزن فعیل کا اشتقاق حبّہ سے ہے اس کے معنیٰ خالص کے ہیں۔ یا حبب الاسنان سے ہے۔ اس کے معنیٰ دانتوں کی صفائی اور ان کی چمک کے ہیں۔ یا حباب سے ہے۔ اس کے معنیٰ دل کے پیاس کے وقت جوش کرنے کے ہیں۔ حبیب کے معنیٰ ان تینوں ماخذوں کے اعتبار سے اس دوست کے ہوں گے جس کی دوستی اپنے دوست کے لئے خالص اور ہر اس چیز کے غبار اور کدورت سے مجلّٰی اور مصفّٰی ہو جس سے دوستی داغدار ہو سکتی ہے۔ اور اس کا دل اپنے دوست کی رضا اور زیارت و ملاقات کے لئے یوں بیتاب اور جوش کرنے والا ہو جس طرح پیاسے کا دل پانی کی طلب میں جوش کرنے والا اور بیتاب ہوتا ہے۔ حبیب کا وزن فعیل ہے۔ کلام عرب میں یہ وزن فاعل کے معنیٰ میں بھی اور مفعول کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اَلِیْمٌ بمعنی مُؤْلِمٌ اور قَتِیْلٌ بمعنی مَقْتُوْلٌ۔ اس اعتبار سے حبیب اللہ کے معنی محب اللہ کے بھی ہوں گے اور محبوب اللہ کے بھی۔ مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی محب ہے اور محبوب اگر آپ کو محب اللہ کا لقب دیا جاتا تو آپ کے محبوب اللہ

ہونے پر نص نہ ہوتی۔ اور اگر آپ کو محبوب اللہ کا لقب
دیا جاتا تو آپ کے محبوب اللہ ہونے پر کوئی دلیل نہ ہوتی
حالانکہ کمال محبت ان دونوں وصفوں کے جمع کرنے میں
ہے۔ وہی کامل دوست ہے جو خود بھی اپنے دوست
کا دوست ہو۔ اس لئے آپ کو حبیب اللہ کا لقب دیا
گیا تاکہ آپ میں ان دونوں وصفوں کے اجتماع پر
ثبوت ہو۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بیک وقت
اللہ تعالیٰ کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔ اللہ تعالیٰ
کی محبت بفحوائے والذین آمنوا اشد حباً للہ ہر
ایماندار اور خدا پرست کے لئے فرض اور اس کی
عبدی ترقیات کے لئے بمنزلہ زینہ کے ہے۔ اس
لئے آپ کا محب اللہ ہونا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا
کہ آپ کا محبوب اللہ ہونا ضروری ہے۔ قرآن پاک
کی بعض آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو احکام
شرع کا مکلف بنایا ہے۔ یا آپ سے اس طرح خطاب
کیا ہے جس طرح رب اپنے عبد سے کرتا ہے آپ
کے محب اللہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسے اقم
الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل۔ اے
پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) نماز کو سورج ڈھلنے کے
وقت قائم کر رات کی تاریکی کے چھا جانے تک۔
یا ایھا المزمل قم اللیل الا قلیلاً نصفہ او زد
علیہ ورتل القرآن ترتیلاً ○ اے کمبل اوڑھنے
والے رات کو قیام کر۔ مگر تھوڑا۔ اس کا نصف یا اس
پر زیادہ۔ واستغفر لذنبک اور تو اپنے گناہ کی
مغفرت مانگ۔ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین
تو اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ موت آئے۔ لیس
لک من الامر شیء او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم
ظالمون۔ تیرے لئے امر سے کوئی چیز نہیں یہاں تک
کہ وہ ان پر رجوع کرے یا ان کو عذاب دے۔ پس
تحقیق وہ ظالم ہیں۔ جن آیات میں آپ کی عظمت شان
کا ذکر ہے وہ آیات آپ کی محبوبیت کا سراغ لگاتی
ہیں۔ مثلاً قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم
اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ آپ
کہہ دیجئے! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع
کرو۔ اللہ تم کو دوست بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش
دے گا۔ اور اللہ بخشش کرنے والا مہربان ہے۔ حضور
صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو مدار محبت الٰہی قرار دینا آپ
کی شان محبوبیت کی دلیل ہے۔ ورفعنا لک ذکرک
اور ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کیا۔ وسوف یعطیک
ربک فترضیٰ اور آپ کو آپ کا رب اتنا دے گا کہ آپ
راضی ہو جائیں گے۔ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفر لک
اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ تحقیق ہم نے
آپ کو فتح مبین عطا کی ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے
ذنب کو جو پہلے ہوا اور پیچھے ہوگا بخشدے۔ مطلب یہ
ہے کہ آپ مغفور ہیں۔ محب اللہ کے معنی اللہ کے طالب کے
ہیں اور اللہ کا طالب وہ ہوتا ہے جو اللہ کی رضا اور
اس کے حکم کے مطابق کام کرے۔ اور محبوب اللہ کے معنی
اللہ کے مطلوب کے ہیں جس کو راضی اور خوش کرنے کے
لئے اللہ نے زمین اور آسمان۔ دنیا و آخرت۔ جن و انس
حور و ملائک۔ جنت و نار۔ عرش و فرش پیدا کیا۔ جیسا کہ

حدیث میں ارشاد ہوتا ہے وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ مجھ کو اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

نزہتہ المجالس میں علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ایک حدیث نقل کی ہے کُلٌّ اَحَدٍ یَطْلُبُ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاکَ۔ ہر ایک میری رضا کا طالب ہے اور میں تیری رضا کا طالب ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان محبوبیت آپ کے ان محامد و محاسن صوری و معنوی سے عیاں ہے۔ جن کو رب تعالیٰ نے آپ کی ذات کے ساتھ مختص کیا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَاءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔ اس آیت میں بھی سرکار دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت آفتاب نیم روز کی طرح ظاہر و باہر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے محبوب کو بلانے کا ادب سکھایا ہے کہ اس کا نام لے کر اس کو مت بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو اس کا نام لے کر پکارتے ہو جب اس کو پکارنا مطلوب ہو تو یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا ایہا المزمل یا ایہا المدثر کہہ کر پکارو۔ پہلے انبیاء کو ان کے نام کے ساتھ پکارنا جائز تھا۔ قرآن پاک میں ان کے نام کے ساتھ ان کو خطاب کیا گیا ہے۔ جیسے یا آدم۔ یا نوح۔ یا ابراہیم۔ یا داؤد۔ یا ذکریا۔ یا عیسیٰ۔ مگر حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن شریف میں کسی ایک جگہ بھی نام لے کر نہیں پکارا۔ بلکہ جہاں پکارا تو آپ کی وصف نبوت و رسالت کے ساتھ پکارا۔ اور مذکورہ آیت نازل کر کے آپ کی اُمت کو بھی نام سے پکارنا منع کر دیا۔ عموماً لوگ اشتہارات کی پیشانیوں اور مسجد کے محرابوں میں یا اللہ کے سامنے یا محمد لکھتے ہیں کئی شعراء فتیہ کلام میں یا محمد لکھتے ہیں۔ یہ دین سے ناواقفی کی دلیل ہے جس کا دور کرنا واجب ہے۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ادب ملحوظ رکھنا ادب ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔ جنہوں نے پاس ادب نہ کیا ان کے حق میں وعیدات نازل ہوئیں اور جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجالست و مکالمت میں ادب کا پاس کیا اللہ تعالےٰ نے ان کے مومن ہونے کی شہادت دی۔ تفسیر خازن میں حضرت ابن عباس سے آیت مذکورہ کا یہ مطلب نقل کیا ہے کہ رسول کی دعا کسی اور کی دعا کی مانند نہیں ہے۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی دعا میں اپنے رب سے جو مانگتے ہیں اس کا عطا ہونا واجب ہے اور غیر کے لئے جو اس نے مانگا ہے ملنا ضروری نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کر کے کفار کو کہا کہ میرے رسول کی دعا سے ڈرتے رہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ناراض ہو کر تمہارے لئے ہلاکت کی دعا کرے اور تم ہلاک ہو جاؤ۔

قمر یزدانی، پنوانہ
ضلع سیالکوٹ

سخنِ دل نواز

نہ مے نہ جام نہ پیرِ مغاں کی بات کرو
نہ کیف و مستیٔ حسنِ بتاں کی بات کرو

حریم کن کے نگارِ جواں کی بات کرو
بہارِ گلشنِ کون و مکاں کی بات کرو

نہ چھیڑو قصۂ اغیار، حضرتِ واعظ!
حبیبِ خالقِ ہر دو جہاں کی بات کرو

نبی کے جلوۂ رخسار کا بیاں چھیڑو
اُنہی کے گیسوئے عنبر فشاں کی بات کرو

ہیں جس کی بوئے نفس سے فضائیں کیف آگیں
تم اس فروغِ بہارِ جناں کی بات کرو

فدا ہے جس کے خرامِ جمیل پر مہتاب
گیا جو عرش پہ اُس میہماں کی بات کرو

جہاں میں چار سُو ہوتی ہے بارشِ انوار
شرابِ نور کے پیرِ مغاں کی بات کرو

فدا ہیں جس پہ بہاریں ریاضِ جنت کی
اُسی حدیقۂ نکہت فشاں کی بات کرو

امینِ رازِ خدا و حی ہے جس کا سینۂ پاک
خدائے قدس کے اس رازداں کی بات کرو

عیاں ہے ہیئۂ مَا یَنطِقُ سے حسنِ کلام
رسولِ پاک کے حسنِ بیاں کی بات کرو

قمر کا دل ہے امینِ متاعِ عشقِ حبیب
تم اس کے پاس نہ حور و جناں کی بات کرو

تحریر یزدانی نیوالہ
ضلع سیالکوٹ

مالکِ کوثر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْھُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ پ ۳ آیہ ع ۱

یعنی خالقِ مطلق نے فرمایا ہے کہ یہ رسول ہیں ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ ان میں کسی سے اللہ نے کلام کیا۔ اور کسی کو سب پر رفیع الدرجات کیا۔ اس آیہ مبارکہ میں وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ میں حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی کی طرف اشارہ ہے۔ مجھے اس آیہ مقدسہ کی شرحِ مطہرہ سے پیشتر کچھ اپنی بے بضاعتی، کم علمی اور کوتاہ فہمی کا بلا مبالغہ اعتراف کرنا ہے کیونکہ ؎

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

جس طرح ذرہ آفتابِ عالمتاب کی درخشانیوں اور تابانیوں کا احاطہ اور اس کی جلوہ طرازیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور کانسا گلِ تر سے قریبی نسبت رکھتے ہوئے بھی جیسے اُس کی رنگینیوں کو اپنا کر گلِ رعنا نہیں بن سکتا۔ اسی طرح یہ فقیر بھی اپنے آقا و ولی نعمت شہنشاہ اقلیمِ نبوت تاجدارِ کشورِ رسالت فخرِ موجودات علیہ التحیات والتسلیمات کی کماحقہٗ توصیف کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ کوئی بھی اس کی تاب و تواں نہیں رکھتا۔

لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کیونکہ یہ وہ مقدس بارگاہ و خلق پناہ ہے جہاں "عقل قرباں کن بہ پیشِ مصطفیٰ" کے مصداق بڑے بڑوں نے اپنے آپ کو گم کر دیا۔ اور شہنشاہانِ عالم بھی جہاں سرِ نیاز جھکانے پر مجبور ہو گئے۔ جابر و قاہر حکمران بھی جہاں دم مارنے کی جرأت نہیں رکھتے اور انہوں نے اپنا حیات و بقا کا راز اسی درِ اقدس کی غلامی ہی میں سمجھا۔ تو مجھ ہیچمدان فقیر کج مج بیان سے بھلا اس منبعِ فیض و کمال محبوبِ ربِ ذوالجلال حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح و ثنا کیسے ممکن ہے۔ جس کی تعریف و توصیف میں خود خالقِ کائنات نے اپنا خاص کلام قرآنِ حکیم نازل فرمایا ہو۔

—— جبریلِ امین جیسے مقربِ بارگاہ اور جلیل القدر قدسی جس کے غلام ہوں۔

— گردش دوران جس کی رضا سے رک سکتی ہو۔
— المختصر کہ جو باعثِ تخلیقِ کائنات ہو۔
کیونکہ وہ سرتاج الانبیا ہیں اور میں گدائے بے نوا ہوں۔ وہ مقبولِ خالق اور محبوبِ خلائق، میں ناکارۂ خلائق اور وہ محبوبِ رب العالمین، شہنشاہِ دنیا ودین ہیں تو میں فقیرِ راہ نشین ہوں۔ اس لئے مجھے اپنے اعترافِ عجز کے ساتھ یہی کہنا پڑتا ہے کہ ؎

ذرہ ذرہ دہر کا حرفِ ثنا ہے یا رسول!
ہر زباں پہ نغمۂ صَلِّ عَلیٰ ہے یا رسول!
مصحفِ حق آپ کی عظمت کا شاہد ہے حضور
خود خدا بھی آپ کا مدحت سرا ہے یا رسول
آپ کے اوجِ مراتب کو کہاں پائے قمر
اس کی عقل و فکر سے یہ ماوریٰ ہے یا رسول

خالقِ کائنات نے اس جہانِ آب وگل میں بعض کو بعض پر رفعتِ مقام اور بلندیٔ مراتب کے لحاظ سے فضیلت اور برتری بخشی ہے۔ انسان ضعیف البنیان کو بھی لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ کے تاجِ عظمت سے مشرف کرکے اشرف المخلوقات کے خطابِ دلنواز سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور ان میں رفیع المقام شفیع الانام جنابِ محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ ستودہ صفات کو جامع الصفات اور مخزنِ جملہ فضائل و کمالات بنا کر اس مقامِ عظمت اور منزلِ محمود پر فائز المرام کیا۔ جہاں اولوالعزم اور جلیل القدر انبیاء و رسل بھی اپنے آپ کو بے بس پاتے ہیں اور کائناتِ انسان سے بڑھ کر افضل و مقدس ترین مخلوق ملائکہ کو بھی مجالِ دم زدن نہیں ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

وَلِکُلِّ نَبِیٍّ فِی الْاَنَامِ فَضِیْلَۃٌ
وَجُمْلَتُھَا مَجْمُوْعَۃٌ لِمُحَمَّدٖ

دیکھو نا اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک پتھر پر مارنے سے پانی کے چشمے جاری ہو سکتے ہیں۔ تو ذرا ہمارے آقائے رحمتِ عالم مالکِ تسنیم وکوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس بھی دیکھئے۔ کہ آپ نے کائنات کو وہ وہ اعجاز دکھائے۔ جن کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام بھی حیران رہ جائیں۔ آپ کی شانِ ارفع کو ملاحظہ فرما کر اور آپ کی دلنواز اداؤں پر فریفتہ ہو کر آپ کی امتِ مسلمہ میں شمولیت کی خواہش فرمائیں ؎

چوں نشانش نگاہ موسیٰ کرد
شدن از امتش تمنا کرد

یعنی اگر کلیم اللہ نے عصا مبارک کی ٹھوکر سے بے جان پتھروں سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے تو ادھر حبیب اللہ نے اپنی مبارک اور نازک انگلیوں سے چشمہ تو کجا دریا بہا دیئے۔ سبحان اللہ

جیسے بروائت حضرت جابر رضی اللہ عنہ جنگِ حدیبیہ میں مجاہدین اسلام کے پاس سے پانی ختم ہو گیا اہلِ لشکر پر پیاس کا غلبہ تھا۔ اس میدانِ کارزار اور بیابانِ ہاؤہو میں جہاں پانی کی بوند کو ترسنے لگیں تو جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور! پانی نہیں ہے۔ ہمیں پانی دیجئے۔ تو کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کی اس امداد طلبی

پر کفر و شرک کا فتویٰ لگایا۔ کیا آپ نے صحابہ کی اس گذارش پر اپنی معذوری کا اظہار فرمایا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اس مالک و مختار کائنات آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پانی دینے کے لئے کوئی برتن طلب فرمایا۔ تو ان عشاقِ رسول اور سرفروشانِ اسلام نے ایک خالی چھاگل حاضر کر دی۔ پھر اس چھاگل کو لے کر مختارِ کل نے اس میں اپنا دستِ اقدس رکھا دیا ـــ تو فَجَعَلَ الْمَاءُ یَفُوْرُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِہٖ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ کہ آپ کے دستِ انور کی مبارک انگلیوں سے پانی جوش مارنے لگا۔ جیسے کہ چشموں میں اُبلتا ہے۔ گویا مالکِ کوثر و تسنیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی انگشت ہائے مبارک کا کنکشن حوضِ کوثر سے کر دیا۔ پیاسے آتے تھے اور سیراب ہو ہو کر جاتے تھے۔ یعنی ؎

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی ہیں جاری واہ وا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ اگر وہاں ایک لاکھ نفوس بھی ہوتے تو وہ بھی دریائے رحمت کے اس پانی سے سیراب ہو سکتے تھے۔ مگر ہم وہاں اس وقت صرف ڈیڑھ ہزار آدمی اور کچھ ہماری سواری کے جانور تھے۔ یہی نہیں بلکہ ساقیٔ کوثر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور متعدد مواقع پر پانی جاری فرما دیا۔ طوالتِ بیان کے خیال سے میں جن کی تفصیل کی طرف جانا نہیں چاہتا ؎

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری
موج پہ آتی ہے جب غمخواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

(اعلیٰحضرت بریلوی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا لگا کر پتھر سے پانی پلایا تو ہمارے رحمۃ اللعالمین کی شان والے آقا نے مقام ذوالمجاز پر (جو عرفہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے) اپنے چچا ابو طالب کی پیاس بجھانے کے لئے ایک پتھر پر اپنے پائے اقدس کی ٹھوکر لگا کر پانی کا چشمہ جاری فرما دیا۔ اور ابو طالب کے سیر ہو جانے کے بعد پھر ایڑی کی ٹھوکر سے پانی کو بند کر دیا۔ چنانچہ ابو طالب اس اعجازِ عظیم کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ فَمَا اَنَا بِمَاءٍ لَمْ اَرَیٰ مِثْلَہٗ کہ میری آنکھوں نے ایسا چشمہ اس سے قبل نہیں دیکھا تھا۔ سبحان اللہ۔ اللہ اکبر۔

یہ تو پانی کی بات ہے۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے صحابہ کرام کی تشنگی کو دور فرمانے کے لئے دودھ کی نہریں بھی جاری فرما سکتے ہیں۔ آؤ لگے ہاتھوں آپ کے اس حیرت انگیز اور ایمان افروز اعجاز کا بیان بھی سنتے جائیے۔ وہ ایسے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ مفلوک الحالی کے باعث ایک دفعہ بھوک کی شدت سے میری حالت نہایت نحیف و خستہ ہو گئی۔ کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ اور کبھی کچھ۔ مگر میں اس کے باوجود کسی کے آگے دستِ سوال دراز کرنے میں عار محسوس کرتا تھا۔ ایک روز اس خیال کے پیشِ نظر سرِ راہ بیٹھ گیا کہ جو بھی میرے پاس سے گذرے گا۔ میں اس سے کوئی بات کروں گا۔ تو میری اس نحیف و نزار حالت اور نقاہتِ طبع کو محسوس کر کے مجھے کچھ کھانے کے لئے دے گا۔ اس خیال کو دل میں لئے ایک روز راستے پر بیٹھا تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

گزرے۔ تو ان سے میں نے قرآنی آیات کے بارے
میں کچھ مسائل دریافت کئے۔ تو وہ بھی فرما کر میری حالت
محسوس کئے بغیر چلے گئے۔ پھر اسی راستے سے فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی گذر ہوا۔ تو ان سے بھی کچھ ایسی
ہی گفتگو ہوئی۔ مگر وہ بھی بات کرنے کے بعد آگے نکل
گئے۔ کہ اتنے میں غمخوارِ کائنات آقا صلے اللہ علیہ وسلم
تشریف لے آئے تو عَلَیۡہِمۡ رَبُّکَ اِنَّ الۡفَضۡلَ ذُو
کی شان والے خالق کے محبوب خاص علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے میرے چہرے کو دیکھا اور میرے دل کی بات کو بھانپ
کر تبسم فرمایا۔ کہ دندانِ مبارک سے نور کی کرنیں پھوٹ
نکلیں اور ارزانیٔ جلوہ سے یہ حقیقت میرے دل پر
روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی۔ کہ ؎ مؤلف

جلوے حریمِ قدس کے رقصاں ہیں چارسو
روشن جہاں تجلیٔ چہرِ دنیٰ سے ہے
پرتو ہے مہر و ماہ میں ان کے جمال کا
عالم تمام بقعۂ نور اس ضیا سے ہے

پھر ارشاد فرمایا۔ ابوہریرہ! میرے ساتھ چلو
میں تعمیلِ ارشاد میں آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ چلتے چلتے
ہم دولت کدۂ رسالت پہنچے۔ جہاں ایک پیالہ دودھ
کا بھرا ہوا موجود تھا۔ تو حضور رحمتِ دو عالم صلے اللہ
علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا۔ ابوہریرہ! جاؤ اصحاب
صفہ کو بھی بلا لاؤ۔ میں اپنے دل ہی دل میں سوچ رہا
تھا کہ اصحابِ صفہ تو ستر آدمی ہیں۔ ایک میں بھی ہوں
اور پھر حضور خود بھی ہیں۔ اتنے افراد میں ایک پیالہ دودھ
کیا کسی کی پیاس بجھا سکے گا۔ خیر میں مَنۡ یُّطِعِ
الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ کے ارشادِ باری تعالیٰ کو دل
میں لئے جا کر اصحابِ صفہ کو بلا لایا۔ جب سب کے سب
خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر بیٹھ گئے تو حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دودھ کا پیالہ میری طرف بڑھاتے
ہوئے ارشاد فرمایا۔ لو ابوہریرہ! پہلے اپنے ان سب
بھائیوں کو پلاؤ۔ میرے دل میں پھر وہی خیال دوڑا۔ کہ
ایک پیالہ اور اتنے آدمی، چنانچہ میں نے اطاعتِ رسول
کو مقدم خیال کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے سب کو پلانا
شروع کر دیا۔ شدتِ تشنگی کے سبب میں ایک کو پلا کر
یہ دیکھتا تھا۔ کہ شائد حضور اب بھی مجھے یہ دودھ پینے
کے لئے ارشاد فرماتے ہیں۔ مگر محبوب علام الغیوب نے
ارشاد فرمایا۔ ابوہریرہؓ! تقسیم کرنے والے کی باری سب
سے آخر پر آیا کرتی ہے۔ حتیٰ کہ میں نے جملہ اصحاب کو
پلا دیا۔ مگر ان سب کے سیر ہو جانے کے بعد بھی پیالے
کا دودھ ایک قطرہ بھی کم نہ ہوا۔ اور ستر افراد کو دودھ
پلانے کے بعد بھی میں پیالے کے پیندے کو نہ دیکھ
سکا۔ اس کے بعد میں نے وہ پیالہ حضور ساقیٔ کوثر صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دیا تو حضور میری
طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا۔ ابوہریرہ! اب اس
دودھ کو پینے والے ہم دونوں ہی باقی رہ گئے ہیں۔ میں
نے عرض کیا صَدَقۡتَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم
تو اس مالکِ کوثر و سلسبیل نے ارشاد فرمایا۔ اچھا بیٹھ جاؤ
اور اب پہلے تم پیو۔ مجھے پیاس کا غلبہ شدت اختیار
کر چکا تھا۔ میں نے پینا شروع کر دیا۔ جب میں نے کچھ
پی لیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ اور پیو! تو میں نے اور

گزرے۔ تو ان سے میں نے قرآنی آیات کے بارے میں کچھ مسائل دریافت کئے۔ تو وہ بھی فرما کر میری حالت محسوس کئے بغیر چلے گئے۔ پھر اسی راستے سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی گذر ہُوا۔ تو ان سے بھی کچھ ایسی ہی گفتگو ہوئی۔ مگر وہ بھی بات کرنے کے بعد آگے نکل گئے۔ کہ اتنے میں غمخوارِ کائنات آقا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو عَلَیۡہِمۡ رَبِّکَ اِنَّ الۡفَضۡلَ ذُو کی شان والے خالق کے محبوبِ خاص علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے چہرے کو دیکھا اور میرے دل کی بات کو بھانپ کر تبسم فرمایا۔ کہ دندانِ مبارک سے نور کی کرنیں پھوٹ نکلیں اور ارزانیٔ جلوہ سے یہ حقیقت میرے دل پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی۔ کہ ؎ مؤلف

جلوے حریم قدس کے رقصاں ہیں چار سو
روشن جہاں تجلیٔ چہرِ دنیٰ سے ہے
پرتو ہے مہر و ماہ میں ان کے جمال کا
عالم تمام بقعۂ نور اس ضیا سے ہے

پھر ارشاد فرمایا۔ ابوہریرہ! میرے ساتھ چلو۔ میں تعمیلِ ارشاد میں آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ چلتے چلتے ہم دولت کدۂ رسالت پر پہنچے۔ جہاں ایک پیالہ دودھ کا بھرا ہُوا موجود تھا۔ تو حضور رحمتِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا۔ ابوہریرہ! جاؤ اصحابِ صفہ کو بھی بلا لاؤ۔ میں اپنے دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اصحابِ صفہ تو ستر آدمی ہیں۔ ایک میں بھی ہوں اور پھر حضور بھی ہیں۔ اتنے افراد میں ایک پیالہ دودھ کیا کسی کی پیاس بجھا سکے گا۔ خیر میں مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ کے ارشادِ باری تعالیٰ کو دل میں لئے جا کر اصحابِ صفہ کو بلا لایا۔ جب سب کے سب خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر بیٹھ گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دودھ کا پیالہ میری طرف بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ لو ابوہریرہ! پہلے اپنے ان سب بھائیوں کو پلاؤ۔ میرے دل میں پھر وہی خیال دوڑا۔ کہ ایک پیالہ اور اتنے آدمی، چنانچہ میں نے اطاعتِ رسول کو مقدم خیال کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے سب کو پلانا شروع کر دیا۔ شدتِ تشنگی کے سبب میں ایک کو پلا کر یہ دیکھتا تھا۔ کہ شاید حضور اب ابھی مجھے یہ دودھ پینے کے لئے ارشاد فرماتے ہیں۔ مگر محبوب علام الغیوب نے ارشاد فرمایا۔ ابوہریرہؓ! تقسیم کرنے والے کی باری سب سے آخر پر آیا کرتی ہے۔ حتیٰ کہ میں نے جملہ اصحاب کو پلا دیا۔ مگر ان سب کے سیر ہو جانے کے بعد بھی پیالے کا دودھ ایک قطرہ بھی کم نہ ہُوا۔ اور ستر افراد کو دودھ پلانے کے بعد بھی میں پیالے کے پیندے کو نہ دیکھ سکا۔ اس کے بعد میں نے وہ پیالہ حضور ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دیا تو حضور میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا۔ ابوہریرہ! اب اس دودھ کو پینے والے ہم دونوں ہی باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا صَدَقۡتَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم تو اس مالکِ کوثر و سلسبیل نے ارشاد فرمایا۔ اچھا بیٹھ جاؤ اور اب پہلے تم پیو۔ مجھے پیاس کا غلبہ شدت اختیار کر چکا تھا۔ میں نے پینا شروع کر دیا۔ جب میں نے کچھ پی لیا۔ تو حضور نے فرمایا۔ اور پیو! تو میں نے اور

پیا۔ پھر حضور مجھے پینے کے لئے بار بار فرماتے رہے اور میں پیتا گیا۔ آخر میں نے وہ پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم! مجھے قسم ہے اُس ذاتِ عالی صفات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اب تو میں بالکل سیر ہو چکا ہوں۔ اور پیٹ میں مزید پینے کی گنجائش نہیں رہی۔ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وہ پیالہ لے کر رب تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد بقیہ دودھ نوش فرما لیا۔

نعرہ تکبیر ۔۔۔ اللہ اکبر۔ نعرہ رسالت ۔۔۔۔ یا رسول اللہ

سبحان اللہ! کیا کیا اعجاز ہیں کوثر و تسنیم اور سلسبیل کے مالک و مختار کا دریائے فیض و رحمت جب جوش میں آ گیا تو پتھر سے چشمہ تو درکنار ایک پیالہ دودھ کو سمندر میں تبدیل کر دیا۔ حالانکہ وہ دودھ ایک آدمی کے لئے بھی کافی نہ تھا۔ مگر قربان جائیے جناب رحمۃ اللعالمین کی شانِ اعجاز پر کہ ستر بہتر آدمی تو کجا اگر ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے تو اس ایک پیالے سے سیراب ہو سکتے تھے۔ ؎

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اگر پتھر سے پانی جاری کر دیا تو وہ اتنا عجیب نہیں جتنا کہ خشک چھاگل میں ہاتھ ڈال کر انگلیوں کے چشمے بہانا۔ ابوطالب کے لئے پتھر سے پانی جاری فرما کر رفع تشنگی کے بعد پھر بند کر دینا۔ اور پھر ایک پیالہ دودھ سے ستر بہتر آدمیوں کو سیراب کر دینا عجیب ہے۔ اُن مبارک انگلیوں کے اعجاز کی بوقلمونی کا کیا کہنا۔ ؎

ماہ را انگشتِ او بشگافتہ
مہر از فرمانش از پس تافتہ

سورۂ قمر کی پہلی آیت میں انگشت ہائے مقدس کی اس اعجازِ عظیم کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ کفارِ نابکار آپ کو ساحرِ عظیم کے نام سے یاد کرتے تھے۔ یعنی بہت بڑا جادوگر سمجھتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ جادو کا اثر اجرامِ فلکی پر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے انہوں نے آپ کی ہمہ گیر نبوت و رسالت کی آزمائش کی خاطر شق القمر کا معجزہ طلب کیا۔ بھلا وہ ہستیٔ اکمل جسے خالقِ کائنات نے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ کے خطابِ دلنواز سے سرفراز فرمایا ہو جو باعثِ تخلیقِ دو عالم ہو۔ یعنی کون و مکان کی ہر چیز جس کی خاطر ہی ظہور پذیر ہوئی ہو اور مکان و لامکان کا ذرہ ذرہ جس محبوب کی مدحت سرائی میں رطب اللسان ہو بھلا اس پیکرِ جمیل کی ادائے ناز پر چاند کیوں نہ قربان ہوتا۔ اس جامع المعجزات نبی نے کفار کے اس مطالبے کو بکمال خندہ پیشانی قبول فرما لیا اور تماشائیوں کے اجتماعِ عظیم کی معیت میں کوہِ صفا پر چڑھ کر فَاَشَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبَّابَتِہٖ اِلَی الْقَمَرِ صاحبِ اعجاز پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ کی دیر تھی کہ ماہتاب عالمتاب دو پارہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ دونوں ٹکڑوں میں کافی فاصلہ نظر آنے لگا۔ اور دوسرے اشارے سے دو ٹکڑے باہم مل کر چاند مکمل ہی ہو گیا۔ ؎

ہے شق القمر اک اشارے کا مظہر
سماوات پر اختیار اللہ اللہ

مگر اس معجزۂ عظیم کے اظہار پر بھی رئیس الکافرین دشمن دین ابوجہل لعین اپنی کورہ چشمی اور تیرہ باطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگا اِنَّ مُحَمَّدًا سَاحِرٌ عَظِیْمٌ۔ خداوند عزوجل ہم سب کو عقل فہیم۔ قلب سلیم اور چشم بصیرت عطا فرمائے۔ تاکہ ہم صاحب لولاک نبی مصطفٰے علیہ التحیتہ والثنا کی شان مطہرہ کو صحیح معنوں میں سمجھ سکیں۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ سیّد المرسلین شفیع المذنبین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم الی یوم الدین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

نعت شریف

بہر گلشن گو مکین گنبدِ خضرا ہیں آپ
حق تو یہ ہے عرش رب پر عرش کا تارا ہیں آپ

آپ کا ثانی ہُوا اور نہ ہوگا ابد تک
بزم حسن و عشق میں وہ شاہد یکتا ہیں آپ

عام ہے جشن شفاعت منعقد روز جزا
حشر میں دنیا براتی ہے مگر دولہا ہیں آپ

سب رسل کل انبیا ہیں مقتدی ہیں یہ صف
اس جماعت میں امام مسجد اقصیٰ ہیں آپ

وہ چمن جنت بداماں ہے سدا ہیں پر بہار
باغباں جس باغ کے اے صاحب بطحا ہیں آپ

کائنات دہر کے ہیں آپ سلطاں بالیقیں
خسرو مکہ مدینہ خسرو دنیا ہیں آپ

آپکے نقش قدم ہیں خضر راہ قرب حق
رحمت رب یا شہ کونین سر تا پا ہیں آپ

آپ دم بھر میں پہنچ آئے حرم سے عرش تک
راز سے معراج کے واقف خدایا ہیں آپ

صاحب معراج کے ہیں انجمن میں مدح خواں
آج ناظم ہمنوائے طائر سدرا ہیں آپ

جناب غوث محمد خانصاحب ناظم
ضیائی جبلپوری

نتیجۂ فکر خادم الفقرا خواجہ عزیز نظامی
ناظم حلقۂ محبانِ اولیاء رضہ لاہور

شانِ اولیاء

جب سے ہُوا ہوں خادمِ سُلطانِ اولیاءؒ — ہے میرے سر پہ سایۂ، دامانِ اولیاءؒ

خواجہ حسن نظامی سا مُرشد ہُوا نصیب — یوں ہو رہا ہے دہر میں فیضانِ اولیاءؒ

شاہنشہوں کو اُن کی غلامی پہ ناز ہے — شاہنشہوں سے بڑھ کے ہیں دربانِ اولیاءؒ

نازاں ہوئی نظامیت، جن کے وجود پر — اُن کا لقب جہاں میں ہے، سُلطانِ اولیاءؒ

حق سے عطا ہوئی ہے، حیاتِ ابد اُنہیں — حاصل ہے جن کو دہر میں، عرفانِ اولیاءؒ

مجھ کو بھی ہو نصیب، زیارت حضور کی — مَیں بھی تو ہوں غلام، غلامانِ اولیاءؒ

محبوب کی غلامی نے ظاہر یہ کر دیا — وہ اولیا ہیں، جو ہیں محبّانِ اولیاءؒ

ہر حال میں رہی ہے شریکِ غم و الم — عالم کی غمگسار ہے، اک جانِ اولیاءؒ

اسلام کے چمن میں، انہیں سے بہار ہے — مہکا ہُوا ہے ہر طرف، بُستانِ اولیاءؒ

ان اولیا کے فیض سے، سب فیضیاب ہیں — فیضانِ ذوالجلال ہے، فیضانِ اولیاءؒ

مجھ بے نوا کو کر دیا، پارسؒ کا ہم نوا — کیوں کر عزیزؔ جاؤں نہ، قربانِ اولیاءؒ

ہر پاک دلؔ کو محرمِ اسرار کر دیا — اور عاشقوں کو بخش دی ہے، شانِ اولیاءؒ

ہم کو ملا ہے کشفیِؔ درویش سا امیر
ہر دم رہا جو تابعِ، فرمانِ اولیاءؒ

نورِ نگاہِ چشت، میرے خواجہ علیؔ
دنیا پکارتی ہے، انہیں، جانِ اولیاءؒ

میرے علی ہیں، شمعِ شبستانِ مرتضےٰ
میرے علی ہیں، نورِ دُرِ کانِ اولیاءؒ

حلقہ میں آج آئے، جگر گوشۂ بتول
ہم پہ ہے بے مثال یہ، احسانِ اولیاءؒ

خواجہ حسن نظامی کا لُطف و کرم ہے یہ
ہم ہیں اسیرِ زلفِ، محبّانِ اولیاءؒ

اللہ کرے فروغِ رفاقت نصیب ہو
گوہرؔ سے ہم نے باندھا ہے پیمانِ اولیاءؒ

مجھ کو عزیزؔ کیوں نہ، مقدر پہ ناز ہو
اُن کا غلام ہوں جو ہیں، سُلطانِ اولیاءؒ

۱۔ برادرانِ طریقت ڈاکٹر سید قربان علی پارس شاہ نظامی بالقابہ
۲۔ جناب مولانا پاک دل محمد حسین محرم شاہ دینی نظامی بالقابہ نائب صدر حلقۂ محبانِ اولیاءؒ
۳۔ مولانا عاصی نظامی صاحب بالقابہ ایڈیٹر روزنامہ "مجاہد" لاہور
۴۔ جناب مولانا سید محمد اشرف صاحب کشفی شاہ نظامی بالقابہ صدرِ حلقہ
۵۔ صاحبزادہ سید خواجہ علی نظامی بالقابہ خلف الصدق مرشدنا حضرت خواجہ حسن نظامیؒ
۶۔ حلقۂ محبّانِ اولیا لاہور
۷۔ مولانا غلام رسول صاحب گوہرؔ بالقابہ ایڈیٹر "انوار الصوفیہ" قصور

نوٹ:۔ یہ نظم مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۶۳ء مطابق ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ بر موقعہ یوم شہادت حضرت علیؓ حلقۂ محبّانِ اولیاءؒ کے ماہانہ اجتماع میں منعقدہ بمکان ناظم حلقہ خواجہ عزیز نظامی نسبت روڈ لاہور پڑھی گئی

حضرت مولانا مہر محمد خان صاحب مہتمم
خطیب جامع مسجد قصبہ منڈی چھانگا مانگا

(قسط ۱۲)

اہل بیت مصطفےٰ

حضرت سیدہ کی شادی

سوال :۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شادی خانہ آبادی کو بھی مختصر طریقہ سے بیان فرمائیں تاکہ مسلمان سنت رسول کے مطابق اپنی لڑکیوں کی شادیاں سرانجام دیں اور رسومات یہود و نصاریٰ سے پرہیز کریں۔

جواب :۔ حضور علیہ السلام پر آثار وحی ظاہر ہوئے حضور نے وحی سے فارغ ہو کر حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا :۔ اے انس تمہیں معلوم ہے کہ میرے پاس ابھی ابھی جبرائیلؑ حاضر ہوئے تھے۔ اور وہ رب العالمین کیطرف سے کیا حکم سنا گئے ہیں۔ انس :۔ حضور مجھے کوئی پتہ نہیں خدا و رسول خوب جانتے ہیں۔ آنحضرت :۔ اے انس آج رب العزت نے حضرت جبرائیل کو بھیج کر مجھے یوں حکم دیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ تعالےٰ یَاْمُرُکَ اَنْ تُزَوِّجَ فاطِمَۃَ مِنْ عَلِیٍّ۔

یا رسول اللہ آپ فاطمہ کا نکاح علیؓ سے فرما دیں اے انس جاؤ شرفاء مہاجرین و انصار یعنی صدیق اکبرؓ۔ فاروق اعظم۔ عثمان غنی ذو النورین طلحہ و زبیر۔ سعد بن وقاص۔ معاذ بن جبل۔ عبادہ بن صامت۔ اسید بن حضیر کو بلا لاؤ۔ کہ حضور بلاتے ہیں۔ انس یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب مہاجرین و انصار کو بلا لیا گیا ہے۔

حسب ارشاد تمام حضور کے دربار گوہر بار میں حاضر ہیں آنحضرت :۔ اے انصار و مہاجرین مجھے رب العزت نے حکم فرمایا ہے کہ سیدہ فاطمہ کا نکاح علی المرتضیٰ سے کر دیا جائے۔ اصحاب :۔ یا رسول اللہ ہم اس امر پر بہت ہی مسرور ہیں۔ ہم سب حاضر دربار ہیں۔ آپ شروع فرمائیں

حضور علیہ السلام نے پہلے خطبہ پڑھا جس میں حمد و ثنا ترغیب نکاح کا مضمون تھا۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کا نکاح حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سے کر دیا گیا پھر دعائے برکت فرمائی۔ علی مسجد میں دولہا بن کے آئے اس تجمل سے کہ جیسے

بوئے گل ہو منہ چھپائے گل سے

قبائے سادہ زیب جسم تھی سر پر عمامہ تھا
نہ تھا نہ تھا نہ سہرا تھا نہ مقنع تھا نہ جامہ تھا
عجب رشد و ہدایت کی ہمیں تعلیم فرمائی
نظام زندگی کی مستقل تنظیم فرمائی
جہانداری رواداری کے سب اطوار سمجھا کے
ہمیں دنیا کی تقریبات کے عیاں سمجھا کے

ہمیں اسراف پر تبذیر پر تنبیہ فرمائی
مصارف میں کفایت کی ہمیں تاکید فرمائی
اصول راحت و آرام سمجھا دیئے سارے
مکمل شعبہ ہائے زندگی فرما دیئے سارے

جبرائیل: حضور میں یہ بہشتی میوے لایا ہوں آپ قبول فرمائیں۔ آنحضرت: اے جبرائیل یہ بہشتی پھل آج کیسے لائے ہو۔ آخر بیان تو کرو۔ جبرائیل۔ یا رسول اللہ آج رب العزت نے تمام فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ سب بیت المقدس میں جمع ہو جائیں اور تمام حوران بہشتی کو حکم دیا کہ خوب آراستہ پیراستہ ہو جائیں اور راحیل فرشتہ کو حکم دیا کہ منبر آدم صفی اللہ پر بیت المقدس میں خطبہ پڑھے اور سیدہ فاطمہ رض کا عقد نکاح شیر خدا علی المرتضیٰ سے کرے اور میوہ ہائے بہشتی فرشتوں اور حوروں پر نثار کئے جائیں۔ چنانچہ اس جلوس کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ کہ حضور بھی زمین پر اس عمل کو پورا فرمائیں۔
حضور نے انصار و مہاجرین کو جمع فرما کر یہ نکاح انجام فرمایا۔

اور حضرت سیدہ کو علی المرتضیٰ کے گھر رخصت فرما دیا۔ نماز عشاء کے بعد اپنی نور نظر لخت جگر کی ملاقات کو تشریف لے گئے۔ اور ایک کوزہ پانی پر دعا فرما کر حضرت سیدہ کو اور حضرت علی المرتضیٰ کو تھوڑا تھوڑا پانی پلا دیا۔ اور کچھ پانی سر اور سینہ پر ڈالا۔ جب حضور دعائے خیر فرما کر تشریف لانے لگے۔ تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا رونے لگیں۔ حضرت نے سیدہ کو فرمایا کہ اے بیٹی! کیوں روتی ہو۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ میں نے تمہیں کس کے عقد نکاح میں دیا ہے۔ میں نے تمہارا اس سے نکاح کیا ہے۔ جو اسلام میں سب سے اول۔ علم میں بہت سے اعلےٰ اعزاز میں بہت سے افضل۔ اور خدا نے اس کو گنجینہ اسرار بنایا ہے۔ پھر فرمایا۔ انا مدینۃ العلم و علی بابہا۔ مناقب خوارزمی نزہت ص ۲۲۲

نبوت کا چمن پھولا پھلا گلہائے زہرا سے
بہار گلشن ایجاد ہے ابنائے زہرا سے

حضرت سیدہ کا جہیز:-
جو جہیز حضرت سیدہ کو رب العزت کی طرف سے روز حشر عطا ہوگا اس کی تو کوئی حد و غایت ہی نہیں ہے مگر بظاہر جو حضور نے تعلیم امت کیلئے حضرت سیدہ کو جہیز عطا فرمایا وہ یہ تھا۔

جہیز اللہ اکبر جو دیا حضرت نے زہرا کو
وہ بہر خانہ داری تھا مکمل درس دنیا کو
بچھونے دو یمانی چادریں دو ایک کملی تھی
پلنگ تھا چار گدے ایک تکیہ اک چکی تھی
سبوچہ ایک خالی ایک مشکیزہ تھا پانی کا!
یہ سامان مختصر سا تھا اثاثہ زندگانی کا!
ولیمہ میں وہی ہر روز کا سادہ سا کھانا تھا
کہ آب سرد اور نان جویں یہ آب و دانا تھا
تعالے اللہ یہ تقریب شادی جس کے گھر پر تھی
تصدق سلطنت کون و مکاں کی جس کے گھر پر تھی

حضرت سیدہ کے جہیز کی شان

منافق:- اے علی المرتضیٰ مشکل کشا جناب، شادی حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سے ہوگئی ہے۔ مگر وہاں سے تمہیں جہیز تو کیا ملا ہوگا۔ اگر تم میری دختر سے نکاح فرماتے۔ تو میں اپنے گھر سے لے کر تمہارے گھر تک اونٹوں کی قطار لگا دیتا۔

حضرت علیؓ:- اے منافق ہماری نظر دنیا کے مال و زر پر نہیں ہوا کرتی۔ ہم تو خدا کی رضا پر راضی ہیں۔ میری شادی حضرت سیدہ کے ساتھ حکم الٰہی سے ہوئی ہے۔

ارشادِ ربانی:- اے علیؓ ذرا نظر اٹھا کر آسمان کی طرف تو دیکھو جب حضرت علی نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو تمام فضا کو اونٹنیوں سے بھرا ہوا پایا۔ ہر ایک ناقہ بہشتی جواہرات سے مرصع تھی اور ہر اک ناقہ پر حسین جمیل کنیز بیٹھی نظر آئی اور ہر اک ناقہ پر حسین و جمیل غلام بیٹھا ہوا نظر آیا۔

پھر آسمان سے یہ صدا آئی۔

ھذا جھاز فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

یعنی یہ جہیز فاطمہ دختر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

حضرت علیؓ:- اے منافق! تو نے حضرت سیدہ فاطمہ۔ دختر رحمتہ اللعالمین سید المرسلین کے جہیز پر جو اعتراض کیا تھا۔ چل میرے ساتھ میں تجھے حضرت سیدہ فاطمہ کا جہیز دکھاتا ہوں۔

منافق:- اے علی المرتضیٰ! چلو میں حضرت سیدہ کا جہیز دیکھنے کے لئے تمہارے ہمراہ چلتا ہوں۔ دیکھوں کیا کچھ ملا ہے۔

حضرت سیدہ

اے علی المرتضیٰ جو کچھ تم نے آسمان میں اپنی نظروں سے میرا جہیز ملاحظہ فرمایا ہے۔ اس کی بابت میں بیان کردوں یا تم یہ سن کر وہ منافق شرمندہ ہوکر چلا گیا۔

(قسط سوم)

انبیا علیہم السلام کی طہارت اور قرآن مجید

انبیاء علیہم السلام کی طہارت کے متعلق اسلامی فرقوں کی مختلف رائیں ہیں۔ مفسرین کرام نے زیر آیات بہت سے قصص ایسے درج کر دیئے ہیں۔ جن سے مسئلہ طہارت انبیاء مخدوش ہوتا ہے محدثین کرام نے بہت سی احادیث ایسی نقل فرمائی ہیں۔ جن سے طہارت انبیاء پر زد آتی ہے۔ اور متکلمین نے ایسی باتیں بیان کی ہیں۔

جن میں نبوت سے پہلے اور بعد اور عین نبوت کے زمانے میں انبیاء سے معاذ اللہ کبیرہ اور صغیرہ کا صدور ثابت ہے۔ حتیٰ کہ بعض فقہا نے یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ جو انبیاء سے گناہ کے صدور کا قائل نہ ہو۔ وہ قرآن کا منکر اور شیعہ فرقہ کا ساتھی ہے۔

اس لیے محققین نے ان آیات۔ احادیث۔ اور متکلمین کے اقوال کی تردید کی اور مسئلہ طہارت خوب واضح کیا ہے۔ تفصیل کے لئے۔ شفا شریف، مدارج النبوۃ اور تفسیر کبیر۔ خازن، بیضاوی وغیرہ ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

چونکہ رسالہ "انوار الصوفیہ" پوری بحث کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اور مضمون کی طوالت بھی پڑھنے والے کے لیے بوجھ ہو جاتی ہے۔ لہذا میں صرف محققین کے اقوال اس مسئلہ میں نقل کر دیتا ہوں۔ انکی مدد سے تمام آیات۔ احادیث اور اقوال کو جانچ لینا چاہیئے۔

اہل سنت والجماعت کے عقیدے میں دو امام ہیں۔ ایک ابوالحسن اشعری ان کے معتقد اشاعرہ سے تعبیر کئے جاتے ہیں۔ اور ایک ابو منصور ماتریدی ان کے پیروکار ماتریدی کہلاتے ہیں۔

یہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ابوبکر جوزجانی اور اُن کے علی ابی نصیر عیاض اور ان کے ابو منصور ماتریدی ہیں۔ یہ سمرقند کے نواح میں ایک قصبہ ماترید میں پیدا ہوئے اور ۳۳۵ھ میں وفات پائی۔

اور قصبہ کرونبر میں دفن ہوئے۔ ان کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے۔ اور اس سے برکت حاصل کی جاتی۔ حنفی گروہ کے متکلمین ان کے پیرو ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے لان الانبیاء احق بالعصمۃ من الملئکۃ لان الامم مامورون باتباع الانبیاء لا الملائکۃ۔

یعنی انبیاء علیہم السلام ملائکہ سے زیادہ عصمت کے حق دار ہیں۔ کیونکہ اُمتیں انبیا کی اتباع پر مامور ہیں۔ نہ کہ ملائکہ کی اتباع پر۔

(۲) اور ابو المنتہی شارح الفقہ الاکبر فرماتے ہیں العصمۃ عن الصغائر والکبائر قبل الوحی وبعدہ وہو مختار۔

(یعنی) انبیاء علیہم السلام کی عصمت صغیرہ اور کبیرہ وحی سے پہلے اور بعد یہی مختار ہے۔

(۳) اور قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں۔ عصمتہم بعد الوحی عن کل صغیرۃ وکبیرۃ قد اختلف فی عصمتہم قبل النبوۃ والصحیح انشاء اللہ تعالے تنزیہم من کل عیب :-

(یعنی) انبیاء علیہم السلام کی طہارت وحی کے بعد ہر صغیرہ وکبیرہ پر تو محقق مگر انکی عصمت قبل از نبوت میں اختلاف ہوا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ قبل نبوت بھی ہر عیب سے پاک ہیں۔

(۴) امام رازی جو کلام کے بادشاہ ہیں اور اشاعرہ میں ممتاز ہیں۔ آپ نے عصمت انبیاء پر جو دلائل قائم کئے وہ قابل غور ہیں۔ (۱) اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ لاینال عہدی الظالمین۔ کہ میرا عہد نبوت ظالموں سے پورا نہیں ہوگا۔ اور گنہگار ظالم ہے۔ لہذا نبی گنہگار نہیں ہوتا

(۲) انبیاء کی اتباع اقوال اور افعال میں ضروری ہے اگر نبی گناہ گار ہو تو امتی اسکی اتباع کیسے کر سکے گا۔

(۳) اگر نبی گناہ کرے تو اسے دگنا عذاب ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے سورۃ نساء میں فرمایا کہ نبی کی بیویو اگر تم ظاہر گناہ کرو گی۔ تو تمہیں دگنا عذاب دیا جائے گا۔

(۴) گناہ کرنے سے نبی مردود الشہادۃ ہوگا۔ حالانکہ قیامت کے دن تمام امت پر گواہ ہوگا — امر بالمعروف واجب یا مندوب ہے۔ اگر نبی گناہ کرے تو اسے امتی زجر کریگا اور یہ باطل ہے لہذا نبی گنہگار نہیں ہو سکتا۔

(۶) عاصی مستحق عذاب ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی اس کے لئے جہنم ہے اگر نبی عاصی ہو تو وہ مستحق عذاب ہوگا۔ اور یہ باطل ہے

(۷) اللہ تعالی نے فرمایا کہ ابلیس کا ظن درست ہوا اسکی پیروی کی گئی مگر مومنوں کے گروہ نے پیروی نہ کی اگر مومنین کے گروہ سے انبیا خارج کئے جائیں تو پھر دوسروں کی فضیلت ان پر ثابت ہوگی۔ جو باطل ہے۔

(۸) دوسروں کو نصیحت کریں اور خود اس پر عامل نہ ہوں اللہ تعالی نے انکی مذمت کی اگر نبی خود بدی سے نہ بچے تو اس کی مذمت لازم آئے گی جو باطل ہے۔

(۹) انبیا کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ وہ ہر طرح کی نیکی کی کوشش کرتے ہیں لہذا ان سے بدی کا سرزد ہونا محال ہے۔

(۱۰) ابلیس نے اپنے اغوا کے دائرہ سے خود انہیں خارج کیا ہے۔ الا عبادک المخلصین :-

ان دس دلائل کو اگر غور سے سمجھ لیا جائے تو تمام اعتراضات کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے متعلق جو روایات احادیث میں آتی ہیں انکا جواب علمائے اہلسنت نے یوں دیا ہے۔

فقد صرح غیر واحد من الائمۃ

(یعنی) انبیاء کی طرف گناہ کی نسبت کرنے سے راوی کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنی اولی ہے وہ آئمہ یہ ہے۔

امام رازی - قاضی عیاض - باقلانی - غزالی - امام الحرمین نواب صدیق - روایتیں ہونگی - وہ یا تو موضوع ہونگی یا مخدوش ہونگی - یا منکر ہونگی - یا اگر صحیح سند بھی ہوں تو وہ احاد ہونگی

مارچ ۱۹۶۳ء

جبکہ طہارت انبیاء قرآن مجید ثابت ہو گی تو اب خبر آحاد
کیا بلکہ حدیث مشہور بھی قبول نہیں کی جائیگی - اسی لئے -
علامہ نفی فرماتے ہیں

یعنی وہ روایتیں جو نبیوں کے متعلق ان کے جھوٹ
اور گناہ کے متعلق روایت کی گئی ہیں وہ آحاد ہیں - لہٰذا
اس بارے میں مردود ہیں - وہ کان بطریق التواتر فمعروف
عن الظاہر اور جو تواتر سے ہیں وہ ظاہر سے پھیر جائیں
گی -

(۵) بحر العلوم فرماتے ہیں

یعنی انبیاء علیہم السلام قبل نبوۃ بھی صغائر اور کبائر
سے عمداً معصوم ہیں - اور کس طرح نہ ہوں جب کہ
ان کی پیدائش ہی ولایت پر ہے اور ان ولایت ولی
کی ولایت سے اقویٰ ہے -

(۶) سید الاولیاء جس کی ولایت اور علم پر جناب مجدد
الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں مہر ثبت فرمائی
وہ فرماتے ہیں - فتوحات کے باب انتالیس میں فرماتے
ہیں کہ آدم علیہم السلام کی ذات نعمت اللہ کی تھی کیونکہ
نبی ادنٰے سے اعلٰے کی طرف منتقل ہوتے ہیں جیسا
کہ اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے اجتبابھم -

(یعنی) انہیں چن لیا -
اسی لئے آدم اور حوا کا زمین اترنا عقوبت
نہیں تھا -

وہ تو ابلیس کے لئے عقوبت تھا - اور
آدم علیہ السلام کے وعدے کے مطابق
زمین پر آئے -

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ،

لہٰذا وہ خلافت اور ترقی درجات کے لئے دنیا
میں تشریف فرما ہوئے -

(۷) ملا علی قاری الفقہ الاکبر میں فرماتے ہیں -
کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا -
الانبیاء معصومون عن حقیقۃ الکفر
(یعنی) انبیاء علیہ السلام کفر سے پاک
ہوتے ہیں -

اللہ تعالیٰ :-
اپنے فضل وکرم سے صحیح عقیدہ عطا
فرمائے - اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ
وسلم کی بے ادبی سے محفوظ رکھے -
آمین یا مولا کریم :-

بجاہ حبیبہ صلی اللہ علیہ و
الہ وسلم - ولا حول ولا
قوۃ الا باللہ -
وما توفیقی الا باللہ :-
سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ
عَمَّا یَصِفُوْنَ -

والحمد للہ رب العالمین

مولانا نسیم بستوی صاحب
(بھارت)

پاکباز

روحانیت کا رنگ ایسا پائیدار، گہرا اور امٹ ہے۔ کہ اس پر کسی بھی مادیت کا رنگ نہیں اُبھر سکتا۔ یہ وہ عظیم طاقت ہے جس کو نہ تو تخت تاج کی عظمت شکست دے سکتی ہے۔ اور نہ حسن و جمال کی آب و تاب کے سامنے سرنگوں ہو سکتی ہے۔۔۔۔ اس حقیقت کی وضاحت و تائید مندرجہ ذیل افسانہ سے بھی ہو رہی ہے۔ جو کہ ایک مرد پاکباز سے متعلق ہے۔۔۔۔ (ن ب)

وں تو وہ حسن و جمال کا پیکر اور دلکشی زیبائی کا مجسمہ تھا۔۔ مگر مال و دولت کے اعتبار ے نہایت بد نصیب انسان تھا۔ اور اپنی وزی صبح سے شام تک چرخہ بیچ کر فراہم یا کرتا تھا۔

ایک دن کی بات ہے کہ وہ حسب دل چرخے لئے ہوئے ایک گلی سے رہا تھا۔ کہ اس کو ایک خادمہ یہ کہہ اندر بلا کر لے گئی۔ کہ ہماری مالکہ چرخہ یدنا چاہتی ہیں۔

اس کا تو یہ کام ہی تھا۔ بلا چون و چرا اس کے ساتھ چلا گیا۔۔۔۔ وہ خادمہ در اصل ایک عیش پرست و بداطوار مالدار عورت کی بھیجی ہوئی تھی۔

جو چرخہ نہیں اس کے دلکش حسن و جمال کو خریدنا چاہتی تھی۔

کیونکہ وہ نوجوان چرخہ فروش کو ایک نظر دیکھتے ہی اس پر فریفتہ ہو گئی۔ اور اس کے افلاس سے فائدہ اٹھا کر مال و دولت کے ذریعے تسکین قلب و ہوائے نفس کی تکمیل کرنا چاہتی تھی۔

نوجوان عورت نے اس کو دیکھتے ہی اس پر اس طرح حملہ کیا۔ تم بڑے نیک آدمی معلوم ہوتے ہو۔ یہ کام تم کو کچھ زیب نہیں دیتا۔ بہتر یہ ہے کہ بقیہ عمر میرے پاس رہ کر نہایت ہنسی خوشی کے ساتھ بسر کرو۔

اس کے بعد خادمہ نے آہستہ سے اس مرد پاکباز کے کان میں

مولانا نسیم بستوی صاحب
(بھارت)

پاکباز

روحانیت کا رنگ ایسا پائیدار، گہرا اور امرٹ ہے۔ کہ اس پر کسی بھی مادیت کا رنگ نہیں اُبھر سکتا۔ یہ وہ عظیم طاقت ہے جس کو نہ تو تخت تاج کی عظمت شکست دے سکتی ہے۔ اور نہ حسن و جمال کی آب و تاب کے سامنے سرنگوں ہو سکتی ہے۔۔۔۔ اس حقیقت کی وضاحت و تائید مندرجہ ذیل افسانے سے بھی ہو رہی ہے۔ جو کہ ایک مرد پاکباز سے متعلق ہے۔۔۔۔ (ن ب)

یوں تو وہ حسن و جمال کا پیکر اور دلکشی و زیبائی کا مجسمہ تھا۔۔ مگر مال و دولت کے اعتبار سے نہایت بد نصیب انسان تھا۔ اور اپنی روزی صبح سے شام تک چرخہ بیچ کر فراہم کیا کرتا تھا۔

ایک دن کی بات ہے کہ وہ حسب معمول چرخے لئے ہوئے ایک گلی سے گذر رہا تھا۔ کہ اس کو ایک خادمہ یہ کہہ کر اندر بُلا کر لے گئی۔ کہ ہماری مالکہ چرخہ خریدنا چاہتی ہیں۔

اس کا تو یہ کام ہی تھا۔ بلا چون و چرا اس کے ساتھ چلا گیا۔۔۔۔ وہ خادمہ در اصل ایک عیش پرست و بدا طوار مالدار عورت کی بھیجی ہوئی تھی۔

جو چرخہ نہیں اس کے دلکش حسن و جمال کو خریدنا چاہتی تھی۔

کیونکہ وہ نوجوان چرخہ فروش کو ایک نظر دیکھتے ہی اس پہ فریفتہ ہو گئی۔ اور اس کے افلاس سے فائدہ اٹھا کر مال و دولت کے ذریعے تسکین قلب و ہوائے نفس کی تکمیل کرنا چاہتی تھی۔

نوجوان عورت نے اس کو دیکھتے ہی اس پہ اس طرح حملہ کیا۔ تم بڑے نیک آدمی معلوم ہوتے ہو۔ یہ کام تم کو کچھ زیب نہیں دیتا۔ بہتر یہ ہے کہ بقیہ عمر میرے پاس رہ کر نہایت ہنسی خوشی کے ساتھ بسر کرو۔

اس کے بعد خادمہ نے آہستہ سے اس مرد پاکباز کے کان میں

کہا .... تم مقدر کے بڑے دھنی
آدمی ہو۔
کہ دولت اور حسن کی دیوی خود
تمہارے قدم چوم رہی ہے۔ اس سنہرے
موقع کو غنیمت خیال کرو۔ زندگی میں
ایسے مواقع بار بار نہیں آیا کرتے
مالکہ و خادمہ کی یہ فریب کارانہ گفتگو
سن کر اس بندہ خدا کے جسم میں خوف
خدا سے جھرجھری پیدا ہو گئی۔ اس
نے صاف لفظوں میں انکار کرتے ہوئے
کہا کہ یہ گناہ مجھ سے نہیں ہو سکتا
اس مختصر جملہ نے اس عیاش عورت
کی تمام آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا غیرت
حسن سے اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ غصہ سے
کڑک کر کہا ... اگر میرے حکم کی تعمیل نہ کی
تو ابھی قتل کر دوں گی۔ اس کے ساتھ ہی اس
نے ایک اشارہ کیا۔ اور دوسرے لمحے میں ایک
درجن خادماؤں نے اس مرد پارسا کو حراست
میں لے لیا۔

وہ مرد خدا جرأت کی تصویر بن گیا اور دل
ہی دل میں سوچنے لگا۔ کہ اس بلا سے نجات
دہائی کی کیا تدبیر کی جائے .... تدبر سے توقف
کے بعد اس نے آبرو باختہ اور بے غیرت
عورت سے نماز پڑھنے کی اجازت طلب
طلب کی۔ جس کی اجازت مل گئی۔

اور ایک خادمہ کی نگرانی میں
بالا خانہ پر نماز پڑھنے چلا گیا......
نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس
نے آخری فیصلہ یہ کیا کہ اس مصیبت و
گناہ کی ناپاک زندگی سے عصمت و پاکیزگی
کی موت ہی بدرجہا بہتر ہے۔
اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر دوسری
منزل سے نیچے چھلانگ لگا دی اور اللہ
کی زبردست قدرت و رحمت سے
جب وہ زمین پر آیا تو اس کے
جسم پر کہیں ذرہ برابر بھی چوٹ
نہیں آئی تھی۔

بیشک جس کا حامی ہو خدا اسکو مٹا سکتا ہے کون

جو حقیقت میں خدا کا بن جائے تو
خدا بھی اس کا ہو جاتا ہے۔
اور ہر چیز اس کے قبضہ قدرت
میں آ جاتی ہے۔
کوئی صحیح معنیٰ میں خدا کا
بندہ ہو کر تو دیکھے .....

اطلاع ۔ جن معزز خریداران رسالہ انوار الصوفیہ نے
اپنا سالانہ چندہ ابھی تک ارسال نہیں فرمایا وہ براہ کرم
اپنی اولین فرصت میں اپنا چندہ ارسال فرما دیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رپورٹ تعمیر جماعت منزل مدینہ منورہ و جلسۂ افتتاح

معہ حساب آمدنیات و اخراجات

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست   آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الاعظم و رسولہ الاکرم سیدنا و شفیعنا و مولٰنا محمد رسول اللہ نور من نور اللہ و علیٰ آلہ الابرار و اہل بیتہ الاطہار و اصحابہ الاخیار و علیٰ عباد اللہ الصالحین والعارفین ومنہم خصوصاً علیٰ سبب تعمیر رباط بالمدینۃ المنورۃ — وقف للہ تعالیٰ باسمہٖ یعنی سیدی و مرشدی و مولائی عظیم البرکت رفیع الدرجت امیر الملت عالم العلامہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نور اللہ مرقدہٗ و جعل اللہ الفردوس الاعلیٰ منواہ۔

امابعد نیاز مند احقر العباد مجتبیٰ مصطفیٰ علی خاں نقشبندی مجددی جماعتی میسوری ثم المدنی اپنے مرشد برحق اعلیٰ حضرت امیر الملت طاب ثراہ کے دودمان اشراف کے جمیع افراد عالی نژاد کے خدمات بابرکات میں اور حضرت ممدوح اللسان کے جمیع متوسلین و معتقدین کے خدمات میں بتہیم قلب ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہے کہ رباط کے دو منزل تیار ہوتے ہی بروز پنجشنبہ ۲۳ رماہ رجب شریف ۱۳۸۲ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۶۲ء اس کا افتتاح ایک نہایت بارونق بابرکت جلسہ میں کیا گیا۔

مبارک باشد و باشد مبارک
بجاہ طٰہٰ یٰس و تبارک

سبب تعمیر رباط:-

۲۷ ذلقعدہ ۱۳۷۰ھ کو حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ واصل بحق تعالیٰ ہونے کے چند دن بعد نیاز مند بخشی کو جب بر آں حضرت کے بے حساب احسانات ہیں اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ چونکہ آں عالی جناب رحمۃ اللہ علیہ حضور پرنور تاجدار مدینہ منورہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق و واثق تھے اور اپنی عمر بالغہ میں قریباً ہر سال حاضر مدینہ منورہ ہو کر آں سرور عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے، اور تمام عمر مدینۃ المنورہ سے نسبت رکھنے والی تمام مخلوق انسان و حیوان، چرند و پرند، شجر، ثمر و حجر، گل و خار، خاک و غبار وغیرہ ہر شئے مدینے کی بیحد تعظیم تکریم

فرمایا کرتے تھے، اور خدام حرم شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور علماء ومشائخ ودرویشاں ومساکین مدینہ منورہ کی خدمات حسب حوصلہ بہت فراخدلی سے فرمایا کرتے تھے، ایسے شہیرو فی زمانہ بے نظیر عاشق صادق کی ایک جاوید یادگار بصورت رباط مدینہ منورہ میں قائم کی جاوے کہ رباط مہاجرین زائرین وطلباء علوم دینی سے آباد رہنے سے نہ صرف آنجناب عالی مقام کا نام نامی تاقیامت مدینہ منورہ میں زندہ رہے بلکہ ایسا حسنات جاریہ بھی آپ کی ذات والا صفات کو دائماً حاصل ہوتا رہے کہ جنت الفردوس الاعلیٰ میں قرب وجوار حضور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ومعیت وصحبت انبیاء علیہم السلام وصدیقین وشہداء وصالحین سے بھی آپ مشرف ہوتے رہیں، اور رباط کی تعمیر آنجناب والا کے مریدین ومعتقدین کے چندہ سے ہو کہ ایک جانب آں ذات عالی صفات رحمۃ اللہ علیہ کو جنت میں اعلیٰ درجات حاصل ہوتے رہیں تو دوسری جانب چندہ کے ایک ایک ایک روپیہ کے بدل روزانہ پچاس پچاس ہزار روپیوں کا ثواب جاری ہر معطی اعمالنامہ میں داخل ہوتا رہ کر فردا، قیامت معطی کے اعمال بد کا وزن (کروڑ ہا اعمال بد بھی اگر ہوں) اتنا ہلکا رہے جیسے ایک روئی کے تنکا کا وزن بمقابلہ ہمالیہ پہاڑ کے وزن کے، اور جتنے زیادہ روپیہ کوئی عطا کرے جنت میں اسی قدر ہی بلند ترین درجات حاصل کر سکے۔

اعلیٰحضرت ممدوح کے جگر گوشہ اور پہلے جانشین حضرت العلام العلامہ حافظ سراج الملت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس توفیق ربانی کا بڑی مسرت سے استقبال فرمایا اور نیاز مند کو ارشاد فرمایا کہ چندہ کا اعلان کرے، پس ماہ رجب شریف ۱۳۷۱ھ میں اعلان ہوا، اور اسی سال کے ماہ رمضان المبارک سے چندہ حاصل ہونا شروع ہوا ــــــــ

ان ایام میں سعودی حکومت عرب مسجد شریف نبوی (علی صاحبھا الوف التحیاۃ والصلوٰۃ والسلام) کے اطراف وجوانب میں ہزارہا مکانات گرا رہی تھی کہ کچھ توسیع مسجد شریف ہو اور نئے شاہراہیں اور نئے بازار کھولے جائیں۔ ہزارہا اہالیان مدینہ منورہ جن کے مکانات اس زد میں آئے، نئے مکانات کی تعمیر کے لئے ہر طرف خالی زمینات خریدنے لگے اور زمین کی قیمت خوب چڑھ گئی۔ حرم شریف سے ایک دو فرلانگ دور اگر کوئی زمین تھی تو اس کی قیمت فی مخزن بیس ہزار ریالات تھی۔ چھ سو گز جو دور تھی، وہ آٹھ ہزار ریالات فی مخزن میں فروخت ہو رہی تھی، اور حرم شریف سے فاصلہ کے لحاظ سے مابین ایک سو گز اور چھ سو گز دور فاصلہ والی زمینات کی قیمت مابین بیس ہزار و آٹھ ہزار تھی، علاوہ قیمت زمین کے رباط کی تعمیر کے لئے دو لاکھ روپیوں کا تخمینہ تھا، لیکن چندہ کی رفتار بہت سست اور ہمت شکن تھی چندہ جاری ہونے کے چھ سال کے خاتمہ تک فقط چھ ہزار پانچ سو ستائیس ریالات جمع ہوئے تھے، اتنی رقم سے حرم شریف کے قریب کوئی زمین ہو خریدنا ناممکن تھا اور تعمیر رباط کے لئے دو لاکھ روپیہ جمع ہونے کی امید مایوسی سے بدل رہی تھی، ایسے ہمت شکن حالات میں حرم شریف سے نصف میل یعنی نو سو گز دور قدیم مآثر مبارک مسجد اجابہ کے دامن میں نیاز مند نے ایک قطعہ دس مخزن زمین کا سودا فی مخزن آٹھ سو ریال سے کیا اور اس کی خرید کی پیشگی منظوری حضرت المحترم قبلہ سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، خریداری کی عین رجسٹری کے وقت مالک زمین نے قیمت بڑھا دی اور بہت حجت وتکرار کے بعد ایک عادل حَکَم کے فیصلہ پر بجائے دس مخزن زمین آٹھ ہزار ریالات میں لینے کے صرف سات مخزن زمین پانچ ہزار ریالات میں رجسٹر کرائی، زمین کا طول پچیس (۲۵) گز ہے اور عرض پندرہ گز، مدینہ منورہ کے دفتر کاتب العادل (یعنی رجسٹرار) میں خریدی رجسٹری ہوئی ہے اور مدینہ منورہ کے محکمہ شرعیہ دار القضاء (یعنی دفتر قاضی) میں وقف نامہ رجسٹر ہوا ہے۔ دونوں قبالات جو عربی زبان میں ہیں، ناظر رباط کے پاس محفوظ ہیں اور دونوں کی نقلیں مطابق اصل درگاہ شریف میں ہیں۔

زمین کی خریداری کے بعد چندہ دھڑا دھڑ حاصل ہونے کی بہت امید تھی لیکن بعض پاکستانی حاجی صاحبان نے زمین دیکھنے کے بعد بغیر سوچے سمجھے خوب شور مچایا کہ زمین اتنی دور ہے کہ اگر اس پر رباط تعمیر ہوا تو اس میں کوئی بھی قیام نہ کرے گا۔ ان حضرات نے یہ بالکل خیال نہیں کیا کہ اس سے قریب زمین خریدنے کے لئے پیسہ نہیں تھا، نہ یہ خیال کیا کہ آخر تو یہ زمین حدود حرم میں ہے، اور زمین کے جوار میں بڑی آبادی ہے، اور خواہ حرم شریف سے نزدیک ہو یا دور حدود حرم شہر مقدس میں ہے، حصول ثواب میں کوئی کمی نہیں۔ افسوس یہ ہے کہ اس بیجا شور کا اثر چندہ پر پڑا اور ساتویں سال ہی فقط دو ہزار چھ سو اٹھائیس (2628) ریالات حاصل ہوئے جو تعمیری کام شروع کرنے کے لئے بالکل کافی نہیں تھے۔

پریشان حال نیاز مند اپنی نمازوں کے بعد روزانہ فاتحہ کمیا اللہ

اعلیٰحضرت امیر الملت روحی فداہ، طاب ثراہ، کی روح پاک سے عرض کرتا ہا کہ رباط کی تعمیر میں مدد فرمائی جاوے۔ پس زمین کے فاصلہ کی سخت سے سخت معترض آنجناب عالیشان رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید حافظ احمد دین صاحب کو رویاء صادقہ میں ساٹھ لیکر خریدی ہوئی زمین کا حضرت ممدوح الشان نے خوب معائنہ فرمایا اور زمین کو بہت پسند فرمایا اور تعمیر جلد کی جائے حافظ صاحب موصوف کو تاکید فرمائی کہ نیازمند کو ارشاد مبارک پہنچاوے، اس پسندیدگی کے بعد جو معترضین کے لئے دندان شکن تھی سب اعتراضات ختم ہو گئے۔ چندہ کے آغاز میں سال کے آغاز میں صاحبزادہ والاشان، منبع الجود و الاحسان، زبدۃ الاصفیار، قدوۃ الاصخیار، حضرت شمس الملت سید نور حسین شاہ صاحب قبلہ زاد لقاہ و زاد فیضہ کہ (جو آپ زینت بخش سجادہ درگاہ شریف ہیں) دس ہزار روپیوں کے عطیہ کا اعلان فرمایا اور ریاست میسور کے ایک معزز فراخ دل فراخ دست مخلص برادر طریقت نے بھی دس ہزار روپیوں کا عطیہ عنایت فرمایا۔ چندہ کی روح میں تازگی پیدا ہوئی۔ اور چندہ میں جان آئی۔ ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ کے روز نیو گنبد خضرا کے سایہ میں رکھے۔ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرزند بتول رضی اللہ عنہا عین الابرار زین الاخیار حضرت شمس الملت زاد بقاہ واقبالہ کا نزول مبارک مدینہ منورہ میں ہوا تو ۲۷ رمضان المبارک کو آنجناب عالی کے مقدس ہاتھوں سے بنیاد میں پہلا سنگ رکھوایا گیا اور تعمیر عمارت شروع ہو گئی، عمارت کا نقشہ حضرت حافظ یوسف علی صاحب رہتکی ثم العبید پالی، ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ) نے بنایا اور تعمیر شروع سے آخر تک حضرت الفاضل المحترم مولٰنا محمد علاؤ الدین المکی القادری کے زیر نگرانی رہی کہ جن کو متعدد نئے عمارات بنانے کا تجربہ حاصل ہے اور اس رباط کے ناظر (متولی) بھی یہی عالیجناب ہیں کہ سعودی قانون کے رو سے اوقاف کے ناظر سوا سعودی رعایا کے دوسرے نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور حضرت موصوف مشہور امین ہیں اور للہ تعالیٰ وقف دو دیگر رباطوں کے اور بعض مکانات للہ تعالیٰ او وقف علی الاولاد الواقفین کے بھی ناظر ہیں، حضرت موصوف کی نگرانی میں یہ دو طبقات رباط صرف ستاون ہزار (57000) ریالات میں تیار ہو سکے، جلسہ افتتاح کے دن تجربہ کار دانا بزرگوں نے تخمینہ کیا کہ کم و بیش ایک لاکھ ریال میں یہ پختہ سیمنٹ و لوہے کی عمارت بنی ہو۔

بنیاد عمارت تین جانب چودہ فٹ عمیق ہے اور جانب جنوب فقط ایک گز کہ ادہر پتھر اندرون زمین ہے۔ بنیاد نیچے سے تا ایک ہاتھ سطح زمین سے بلند تمام پتھروں سے بنائی گئی ہے دیوار ستون و چھت سب سیمنٹ و لوہے سے بنے ہیں، بازاری اینٹ خریدے نہیں بلکہ عمارت کی جگہ بنوائے، عمارت کے دو طبقات مکمل بن گئے ہیں اور تیسرے طبقہ کے لئے چھ فٹ بلند بازو کی دیواریں اور ستون بھی بلند اٹھا دئے ہیں نیچے کے طبقہ میں سات رہائشی کمرے ہیں اور وسیع ڈیوڑھی، چہار دوکان، دو کنوئیں، تین غسلخانے اور چہار پاخانے ہیں اوپر کے طبقہ میں چودہ رہائشی کمرے ہیں (نیچے کے سات کمروں پر سات، ڈیوڑھی کی وسیع جگہ، ہر ایک چہار دوکانوں پر چہار، اور صحن میں ستونوں پر دو کمرے) اور تین غسلخانے اور چہار پاخانے بھی ہیں، گرمیوں میں چھت پر سونے والوں کے آرام کے لئے چھت پر دو پیشاب خانے بھی بنائے ہیں، تمام کمروں کے سامنے برآمدہ (ورانڈہ) بھی ہے۔ اوپر کے طبقہ میں جانب شمال پانچ کمروں کے دونوں جانب برآمدے ہیں کہ ادہر کو جہ ہے، جانب جنوب کے کمروں کے پیچھے برآمدہ اسلئے نہیں بن سکا کہ ادہر دوسروں کی ملک زمین ہے، پوری عمارت کا طول پچیس گز اور عرض پندرہ گز، ایک ایک حجرہ ۴ x ۵ گز ہے اور ڈیوڑھی دو دکانوں پر کے حجرے ذرا سے بڑے ہیں۔ اس رباط کی تعمیر پر اعلیٰحضرت امیر الملت نور اللہ مرقدہٗ کی خاص نگرانی رہی ہے اور اخراجات پر مبارک خاص توجہ تھی، ثبوت یہ ہے کہ ۲۷ محرم سال رواں کو برادر طریقت حضرت الحاج عبد الرحمٰن صاحب پوسٹ ماسٹر کوہاٹ نے مع اپنی ہمشیرہ کے زیر تعمیر رباط کی زیارت کی، رات کو اعلیٰحضرت امیر الملت منور اللہ مرقدہٗ نے رویاء صادقہ میں اس خاتون سے فرمایا کہ "جب تم نے رباط زیر تعمیر کی زیارت کی تو وہاں ایک دوگانہ نفل کیوں ادا نہ کی۔ رباط بھی اللہ کا گھر ہے۔ (یعنی للہ تعالیٰ وقف ہونے سے اللہ تعالیٰ کا مکان ہوا) اس سے واضح ظاہر ہے کہ معماروں کے کام پر آنے جانے والوں پر آپکی نظر مبارک رہتی ہے دوسری بات یہ کہ کچھ پست ہمتی سے کہ چندہ آسانی سے وصول نہیں ہوتا رباط کے تیسرے طبقہ بنانے کا ارادہ صاف ترک کر دیا گیا تھا، لیکن نہایت احتیاطی تخمینہ سے جو سیمنٹ و لوہا خریدا اور جو اینٹ بنوائے، ان میں اعلیٰحضرت اقدس زاد شرفہٗ فی الجنۃ کی ایسی توجہ مبارک ہوئی ہے کہ

لئے بچ رہے کہ مجبوراً ان کو تیسرے طبقہ کے لئے آنجناب عالی رضی اللہ عنہ کا غیبی اشارہ جان کر تیسرے طبقہ کے لئے چھ فٹ بلند بازو کی دیواریں اور ستونان اٹھا دئے ہیں۔ نہ صرف تعمیری سامان میں برکت ہوئی ہے بلکہ چندہ کی مبلغ میں بھی کہ رباط کی مبلغ تین ہزار چھ سو ستر (367) روپے (جن کے دو ہزار سے کچھ زیادہ ریال بن جاوینگے) ہندوستان میں اور (دو ہزار پانچسو ساڑھے ستاسی (2587½) ریال بیت المال سعودیہ میں بچے ہوئے موجود ہیں۔ یہ خلاف تخمینہ و خلاف امید برکتیں صاف اشارہ غیبی ہیں کہ رباط کا **تیسرا طبقہ ضرور تیار ہونا چاہیے** معطی حضرات و خواتین نے ہمیں یہ بچت شدہ مبلغ اور یہ بچت شدہ سامان تعمیر کی قیمت للہ تعالیٰ وقف عمارت کے لئے عطا فرمایا، یہ مبلغ وقف کی ملک ہے اور ہم نہ اس کو کسی کو شرعاً واپس کر سکتے ہیں نہ شرعاً دوسرے غرض پر خرچ کر سکتے ہیں۔ یہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ الابرار کی کرامت ہمارے لئے اشارہ ہے کہ **آنجناب اقدس کی تمنا ہے کہ تیسرا طبقہ بھی جلد تیار ہو جاوے۔**

روئیداد جلسۂ افتتاح

ہزاروں خواہشیں ایسی ہیں کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۷۹ھ کے بعد ۲۳ رجب شریف ۱۳۸۲ھ رباط کا دوسرا تاریخی دن تھا کہ اس روز ایک نہایت شاندار اور نہایت بابرکت جلسہ میں رباط کا افتتاح ہوا۔ اشراق سے تا ظہر پچیس قاری صاحبان قرآن مجید اور چالیس افراد جماعت دلائل الخیرات کے علاوہ تخمیناً سوا سو مہمان سید معزز صالحین اہل سنت والجماعت اور متقی درویشاں رونق بخش افتتاح تھے، رباط کے بالاخانہ کے مشرقی حجرہ میں زیر صدارت عالم نبیل فاضل جلیل عارف باللہ حضرت المشائخ الطریقت نقشبندیہ مجددیہ قاری ملا محمد ابراہیم الختنی المدنی حفظہ اللہ تعالیٰ قاری صاحبان نے متعدد ختم ہائے قرآن مجید کئے، بالاخانہ کے مغربی حجرہ میں زیر صدارت عالم العامل عارف الکامل شیخ الدلائل فی دار الہجرۃ حضرت شیخ ملک یوسف باشلی ایداللہ بنصرہ دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ کا ختم شریف جاری رہا، اور بعد نماز ظہر زیر صدارت مولانا بالعلم والفضل اولینا حضرت الشیخ الطریقۃ قادریہ محمد علاؤ الدین البکری محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق رہی بعد ازاں آخیالذکر حضرت مولانا نے عربی میں مناقب شریف سیدنا امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ سنائے، درمیان میں نعمہائے و قصائد نعت شریف سے حاضرین مسرور و مسحور ہوتے رہتے اور چائے و قہوہ کے دور جاری رہے، آخر میں حضرت الممدوح مولانا محمد علاؤ الدین البکری نے تمام پڑھائیوں اور ختم ہائے شریف کا نذرانہ حضور پرنور سرور کائنات فخر موجودات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء مرسلین میں آنحضور کے آباؤ اجداد و آنحضور کے اہل بیت و آل و اصحاب وغیرہم کے ساتھ خصوصاً سیدنا امام ہمام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ اور امام ہمام کے پوتے اور خلیفۂ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم، فرزند بتول رضی اللہ عنہا حضرت امیر الملت شاہ جماعت رضی اللہ عنہ کے پیش کیا، اور طول دعا میں اس رباط کو تا قیامت سلامت و آباد رکھنے اور اس کا حسنا عظیم جاریہ اعلیٰ حضرت امیر الملت قدس سرہٗ العزیز کی روح کو عطا فرماتے رہنے اور اس رباط کی تعمیر میں دامے درمے قدمے قلمے حصہ لئے ہوئے معطیان چندہ وغیرہ کو اور تعمیر کی نگرانی کئے ہوئے حضرات کو اور تعمیر کئے ہوئے مستری و مزدور صاحبان وغیرہم ہر ایک کو موعودہ پچاس پچاس ہزار درجہ ثواب فی خدمت کے علاوہ دارین میں بامراد رکھنے اور ہر قسم کی نعمتوں و دولتوں رحمتوں سے دین دنیا میں نوازتے رہنے کے لئے بڑے صدق و سوز بارگاہ الٰہی میں گذارش کی، حاضرین صالحین کی پر خلوص آمین آمین کی صدائیں یقین دلا رہی تھیں کہ دعا قبول ہو رہی ہے۔

ختام مشک

جب رباط کے بالاخانہ میں اشراق سے تا دیر بعد ظہر محافل جاری تھا نیچے صحن میں پانچ دیگوں میں پلاؤ، سیویوں کا بہترین زردہ، دنبوں کے سروں پیروں اور گیہوں کا لذیز ترین عربی شوربا، خاص درگاہ علی پور شریف کے گھی میں پک رہے تھے ان نعمت ہائے ربانی سے مہمانوں کی خاطر داری کی گئی بہ یک وقت سات حجروں میں دستر خوان چنے گئے۔ اذان نماز عصر ہو رہی تھی کہ مہماناں رخصت ہونے لگے، طعام میں حیرتناک برکت ہوئی، قریباً دو سو مہمان صاحبان طعام سے فراغت پانے کے بعد تخمیناً سو سے زیادہ پڑوسی غربا میں طعام تقسیم کیا گیا، بعد بھی اتنا بچا رہا کہ دسترخوانی کی خدمات کرنے والے مخلصین اور بعض دیگر بزرگوں اور مستری و مزدور صاحبان کے گھروں کو تورے بھیجے گئے اور ایسے نہایت احسن و بابرکت انتظام سے رباط کا افتتاح ہوا، فللہ الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً ط

حضرت ناظر صاحب نے مغرب سے قبل ایک درویش بزرگ شیخ طریقہ چشتیہ کو ایک حجرہ عطا کیا اور ایک صالح حافظ قرآن مجید مہاجر کو لداب رباط مقرر فرما کر ایک حجرہ قیام کے لئے عنایت فرمایا۔

حساب محاسبہ

آنراکہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک است

اس رپورٹ کے ساتھ حساب کے تین جدولیں پیش ہیں۔ چند باتیں جو حساب کے متعلق گذارش کرنا ہیں وہ یہ ہیں:- (۱) ہر سال نیاز مند نے سالانہ عرس شریف کی تاریخ سے قبل مفصل حساب آمد و خرچ تمام رسیدات کے نمبروں کے ساتھ حضرت قبلہ عالم سجادہ نشین مدظلہ العالی کی خدمت بابرکت میں ارسال کیا ہے۔ (۲) آٹھویں سال میں پاکستانی روپیوں کے تبادلہ کا نرخ مکلوئت بہت ہی گھٹ گیا تو اس سال کے وصولات کو امانت رکھا اور نویں سال میں دونوں سال کے مجموعہ روپیوں کا تبادلہ کیا (۳) سکہ ریالات میں وصولی بعض حاجی صاحبان اپنا اور اپنے پاس امانت دیا گیا ہوا روپیہ کے بدل میں چندہ سکہ ریالات میں پیش کیا، اور بعض مہاجرین جو پاکستان میں مبلغ لیجانا چاہتے تھے یا روانہ کرنا چاہتے تھے ان سے مختلف نرخوں پر ریالات لے کر وصول شدہ چندہ سے پاکستان میں روپیہ ادا کئے ہیں اور حساب آمد ریالات میں داخل کیا۔ ایک حاجی صاحب کو اپنے چچا کی وراثت کی مبلغ دو ہزار پانچسو ساڑھے ستاسی (2,587½) ریالات بیت المال سے وصول ہونے کے ہیں ان کی وصولی میں چند ماہ کی دیر تھی اور حاجی صاحب کا جہاز کراچی روانہ ہو رہا تھا۔ اُن سے فی صد روپیہ ستر ریالات کے حساب سے سودا کیا۔ اور روپے کراچی میں پہنچا دئے اور ریالات ہمیں یہاں بیت المال ادا کرنے پر مختار نامہ لیا ہے یہ ہے ہماری مبلغ جو بیت المال سے ہمیں حاصل ہونا ہے۔ (۴) ہندوستان میں وصول شدہ ابھی تین ہزار چھ سو ستر (3670) روپے آئندہ موسم حج میں مدینہ منورہ پہنچنا باقی ہے۔ یہ دو رقوم ہیں جن سے ادائیگی قرض رقم چھ سو ریالات کے بعد جو تیسری منزل رباط کی تعمیر میں خرچ کے لئے پیشگی موجود ہیں۔

تیسرے طبقہ کی تعمیر

تاحال جملہ موصولہ مبلغ 64271½ ریالات اور 3670 ہندوستانی روپیوں میں قیمت زمین معہ سرٹیفکٹ انجنیر و قیمت رسیدات کے 5,117½ ریال خرچ ہوئے اور 2,587½ ریال امانت بیت المال میں ہیں، مبلغ 56,566½ باقی رہی اور یہ تمام اور مزید 433½ جملہ 57,000 ریالات دو طبقات کی تعمیر پر خرچ ہوئے ہیں۔ اس میں 3,000 ریالات بنیاد اور بیارہ (یعنی رباط کے باہر رباط کا تمام پانی جذب کرنے والا عمیق گڑھا) پر خرچ ہوئے ہیں تو 54,000 ریال میں دو طبقات تیار ہو گئے یعنی فی طبقہ 27,000 ریال۔ اب تیسرے طبقہ کے دیواروں اور ستونوں پر 2,000 خرچ ہو گئے ہیں اور بیت المال سے آنے والی مبلغ اور بنگلور ہندوستان میں موجودہ روپیہ ریالات میں بدل کر جملہ 3750 پونے چار ہزار ریالات موجود ہیں۔ باقی اکیس ہزار ریالات تیسری منزل مکمل ہونے کو درکار ہیں۔

نیاز مند صادق مریدان اعلیٰ حضرت قدس اللہ سرہٗ العزیز سے بہت توقع رکھتا ہے کہ جیسے انھوں نے اس سے قبل فراخدلی سے چندہ عطا فرمایا ہے اور ایک وقت اور پہلے سے زیادہ چندہ عطا فرمادیں گے تاکہ تیسرا طبقہ جلد سے جلد تیار ہو جاوے۔

نیاز مند بہت افسوس کرتا ہے کہ ان برادران طریقت کے حق میں جن کی خدمات میں ایکرو پیہ کا کرشمہ کے عنوان کا پرچہ ابتک نہیں پہنچا اور اس پرچہ میں اس چندہ کے تاقیامت جاری رہنے کا ثواب و برکات کا علم بھی کسی سے نہیں سنا، گو خطا بزرگان گرفتن خطا است بندہ تمام بزرگ محترم خلفاء درگاہ شریف علی پور سیداں کی خدمات میں اپنی بے ادبانہ جرارت کی معافی طلب کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ آپ حضرات بہ حیثیت خلفاء اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز اس رباط کے متعلق اپنا فرض منصبی جیسے ادا کرنا آپ بزرگ حضرات پر لازم ہے ادا نہیں کیا۔ اور آپ حضرات کے حلقۂ بیعت و حلقۂ ذکر کے لوگوں کو اس رباط کے اجر عظیم سے ان کا چندہ نہ وصول فرما کر یا نہ بھیجا کر محروم رکھا، اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی تمنا و توجہ نے اب تیسرے طبقہ کے تعمیر کے وقت آپ بزرگ حضرات کی تاحال غفلت کی تلافی کا زریں موقع پیش کیا ہے حضرت محترم المقام صاحبزادہ عالی جاہ سید انور حسین شاہ صاحب قبلہ زادبقاہ دائم فیضہ سے ایکروپیہ کا کرشمہ کے پانچ سات پرچے بذریعہ بک پوسٹ منگوالیں اور اس کا مضمون آپ کے حلقہ کے ہر گھر میں سنا دیں۔ انشاء اللہ گھر کے ہر فرد ہر بچہ بچہ کی جانب سے کم از کم ایک روپیہ آپ ضرور وصول فرمائینگے۔ جو بہت غریب نہیں ہیں وہ تو فی نفسہٖ ایک ایک روپیہ کے بدل انشاء اللہ اور زیادہ عطا فرمائیں گے۔ عام طور سے دولتمندوں کو طمع بہت ہوتی ہے اور بخیل ہو جاتے ہیں مگر غریب اور متوسط الحال لوگ فراخدل ہوتے ہیں اور ان سے انشاء اللہ آپ کو بہت چندہ حاصل ہوگا، ذرہ ذرہ انبار گردد قطرہ قطرہ دریا شود جمیع خلفاء کرام و با اثر بزرگ برادران طریقت دل و جان سے کوشش کریں تو اس تیسرے طبقہ کی ضروریات کے علاوہ اور ایک نئی رباط تیار ہو جاوے۔ اتنا چندہ بہت آسانی سے وصول ہوگا، نیاز مند مکرر

عرض کرتا ہے کہ آپ حضرات پر فرض ہے کہ اس چندہ کی خدمت کے ذریعہ آپ حضرات کو اعلیحضرت طاب ثراہ سے اور مدینہ منورہ سے کتنی عقیدت ہے اور اپنی خلافت کا حق کتنا ادا کیا ہے۔ ظاہر کرنیکا یہ موقع ہے جیسے رباط کی تعمیر پر حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مبارک ہے۔ یقین جان لیں کہ چندہ عطا فرمانے والے اور وصول کرنے والوں پر ضرور آپ کی نظر پاک ہوگی۔ اسکے علاوہ آپ حضرات جانتے ہیں کہ حسب فرمان نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم الداعی الی الخیر کفاعلہ جتنے روپے آپ وصول کریں گے ان کا جاری اجر عظیم نہ صرف روپیہ ادا کرنے والے کے لئے ہے بلکہ خود آپ کے لئے بھی ہے اور ایسے اجر عظیم جاریہ سے محرومیت آپ کو ہرگز پسند نہیں کرنا چاہیئے۔

اظہار تشکر

حضرت المحترم مولنا محمد علاؤ الدین البکری حفظہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ نیاز مند جتنا بھی کرے کم ہے، باوجود نہایت عدیم الفرصت ہونے کے آپ نے جو اس رباط کی تعمیر کی نگرانی خاص ذاتی توجہ اور کفایت شعاری سے فرمائی اسکی کافی تعریف بھی نیاز مند نہیں کرسکتا۔ حضرت صاحبزادہ منبع البرکات والحسنات سید انور حسین شاہ صاحب قبلہ ایدہ اللہ بنصرہ نے اس رباط کے لئے ہر سال ایک یا دو سو اور آخری سال چہار سو روپیوں کے عطیہ جات عنایت فرمانے کے علاوہ اپنے تبلیغی دوروں میں مختلف بلاد سے کئی ہزار روپیہ وصول فرماکر مدد فرمائی ہے۔ حضرت الحاج ذاکر علی صاحب صدیقی روہتکی دن رات کراچی میں اور اپنی ضروریات کے لئے کیے ہوئے سفروں میں اس رباط کے لئے چندہ وصول کرتے رہے ہیں۔ تمام پاکستان میں سب سے بڑا چندہ ایک ہزار پانچ روپیہ کا جنابہ والدہ انوار حسین صاحب رہتکی سے حضرت موصوف ہی نے حاصل کیا۔ قصبہ بھوپال والا ضلع سیالکوٹ میں حضرت قاری محمد صادق صاحب نے اپنے حلقۂ اثر کے حضرات سے رقوم وصول فرماکر ارسال فرمایا،

ایک پنشنر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ محکمہ

آبپاشی کے متعلق نیاز مند نے لائل پور کے حجاج سے سُنا ہے کہ (صدر لائل پور) اپنے درجہ پر پہنچکر کچھ چندہ جمع کیا اور ارسال فرمایا۔ حضرت الحاج عبد العزیز صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر کوہاٹ نے بلاناغہ ہر سال کچھ نہ کچھ چندہ جمع فرماکر ارسال فرماتے رہے ہیں۔ حضرت الحاج حامد حسن صاحب قادری اور ان کے صاحبزادہ حضرت ماجد حسن فریدی جب تک وہ آگرہ میں قیام فرما تھے اور وہاں سے ہر سال چندہ جمع کرکے روانہ فرماتے رہے۔

اب کراچی میں بھی حضرت قادری صاحب نے اس مبارک شغل کو جاری رکھا ہے۔ بیکانیر میں حضرت عمر الدین صاحب شیدا نے اور مراد آباد میں حضرت صوفی محمد طاہر صاحب نے دو سال چندہ جمع کیا ہے۔

حساب کے جدول میں ریاست میسور کا چندہ نیاز مند نے جدا ظاہر کیا ہے یہ پاکستان کے دولتمند برادران اور نیز خلفاء کرام کی توجہ مبذول فرمانے کو کیا ہے۔ ریاست میسور میں اعلیحضرت قدس سرہٗ العزیز کے مرید صرف چند ہزار ہیں اور پاکستان میں چند لاکھ ہیں۔ پاکستان کے ہمارے برادران میں بڑے دولتمند تاجر، دولتمند زمیندار، دولتمند کارخانے والے ہیں اور بڑی بڑی تنخواہ پانیوالے حضرات بھی۔ میسور میں فی ہزار نو سو مسلمان غریب ہیں، ننانوے متوسط الحال اور ایک فی ہزار یا اس سے بھی کم دولتمند۔ تقسیم ہند کے بعد باقی ہندوستانی مسلمانوں کے مانند میسور کے مسلمان بھی شکستہ پر و بال ہوگئے ہیں باوجود ایسے حالات کے وہاں کے بعض غریب برادران و خواہران طریقت نے ہر سال ایک ایک یا دو دو روپیہ عنایت فرمائے ہیں۔ متوسط الحال بعض حضرات نے اپنے حوصلہ کے مطابق پانچ سے تا پانچسو روپیہ عنایت فرمائے ہیں نیاز مند نے اوپر عرض کیا ہے کہ اکثر دولتمند بخیل ہوتے ہیں تو میسور کے دولتمند برادران نے بھی کچھ نہیں عطا فرمایا۔ الا تین فرخندل حضرات کے ایک نے دس ہزار، دوسرے نے خود والدین واہلبیت کی جانب جملہ سات ہزار ایک سو تیرہ، اور تیسرے ایک برادر طریقت مرحوم کے ورثاء نے اپنے مورث کو ثواب پہنچانے پانچ ہزار روپیے دیئے ہیں۔ اب خلفاء کرام کوشش فرمادیں تو امید واثق ہے کہ پاکستان کا چندہ میسور پر بڑی سبقت حاصل کریگا۔ ریاست میسور کا چندہ حضرات ذیل کی کوشش سے سال بہ سال جمع ہوتا رہا، شہر میسور میں (۱) حضرت الحاج مولوی سید عبد الرزاق صاحب خلیفہ مجاز۔ (۲) حضرت الحاج غلام حسین خانصاحب مہاجر مدنی مرحوم (اکہ جب تک وہ زندہ تھے)۔ (۳) حضرت الحاج غلام احمد خانصاحب۔ (۴) حضرت الحاج مولوی محمد عبد الغفور صاحب۔ (۵) حضرت الحاج شفاء العالم حکیم محمد عبد الشکور صاحب بنگلور میں۔ (۶) حضرت الحاج سید عبد الحفیظ صاحب اور فقط آخری سال میں ہوبلی ریاست میسور سے امیر حلقہ حضرت قاضی شیخ بڈھن صاحب نے بھی چندہ جمع کیا۔ نیاز مند پاکستان و ہندوستان کے مذکورہ بالا صادق فدایان اعلیٰ حضرت امیر الملت نور اللہ مرقدہٗ و عاشقان مدینہ منورہ کا جنھوں نے چندہ جمع کرنے کا اجر عظیم جاریہ حاصل کیا ہے۔ خود بہت ممنون ہے کہ ان کے خدمات با برکات سے نیاز مند خود بھی اجر عظیم جاریہ کا مستحق ہوگیا ہے جزاءھم اللہ کلھم احسن الجزاء فی الدنیا والدین۔

پاکستانی حضرات مبلغات چندہ سالانہ عرس شریف کے موقع پر حضرت زین العارفین صاحبزادہ سید انور حسین شاہ صاحب قبلہ کی خدمت میں پیش کریں یا بذریعہ منی آرڈر یا انشورڈ حضرت صاحبزادہ ممدوح کو ڈاکخانہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کے پتہ پر ارسال کریں۔ اپنے قریب کے کوئی حاجی صاحب نہ ہوں تو بذریعہ منی آرڈر یا انشورڈ حضرت الحاج سید عبد الحفیظ تاجر پارچہ مینا کشی اسٹریٹ۔ بنگلور۔ ۲ کے پتہ پر ارسال کریں آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ نیاز مند احقر العباد محمد سعید مصطفیٰ علی خاں نقشبندی مجددی میسوری ثم المدنی۔ عفی اللہ عنہ۔ ان شاء اللہ رباط مبارک کی تصویر آئندہ ماہ کے رسالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مجمل حساب آمدنیات

آں را کہ حساب پاک است ⁂ از محاسبہ چہ باک است

سال: سال بہ سال کس تاریخ تک کا حصہ درگاہ شریف کو ارسال کیا گیا۔	ریالات میسور سے	ریالات باقی ہند سے	ریالات پاکستان سے	روپیہ ہندی حج نوٹ میسور سے	روپیہ ہندی حج نوٹ باقی ہند سے	روپیہ ہندی غیر حج نوٹ میسور سے	روپیہ ہندی غیر حج نوٹ باقی ہند سے	روپیہ پاکستانی حج نوٹ	روپیہ پاکستانی غیر حج نوٹ
یکم رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ سے پہلا تا ۲۷ رجب ۱۳۷۲ھ	132/=	5/=	89 8/20/=	=	=	40/=	=	390/=	115/=
دوسرا تا ۲۵ رجب ۱۳۷۳ھ	=	10/=	57/=	=	=	700/=	256/=	944/=	811/=
تیسرا: تا ۱۸ رجب ۱۳۷۴ھ	=	=	376/=	=	=	165/=	120/=	=	640/=
چوتھا: تا ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ	=	=	334	=	=	625/=	171/=	=	923/=
پانچواں: تا ۲۲ رمضان شریف ۱۳۷۵ھ	305/=	=	119/=	=	=	90/=	136/=	100/=	10/=
چھٹا: تا ۸ شوال ۱۳۷۶ھ	92/=	=	20/=	=	=	72/=	40/=	125/=	159/=
ساتواں: تا ۲۴ شوال ۱۳۷۷ھ	406 11/20	=	720/=	=	=	768/=	=	=	916/=
آٹھواں: تا ۲۷ شوال ۱۳۷۸ھ	=	10/=	400/=	1,085 10/20	=	10,000/=	=	=	17,848/=
نواں: تا آخر محرم ۱۳۸۰ھ	171/=	22/=	642/=	200/=	200/=	9,519 10/20	30/=	=	6305/=
دسواں: تا	=	4/=	7,388 14/20	=	100/=	7,489/=	708/=	=	22,460 10/20
دس سال کا میزان	1,106 11/20	51/=	10146 8/20	1,285 10/20	300/=	29,408 4/20	1,461/=	1559/=	50,187 10/20/=

نظم تشکر و تہنیت

(از حامد حسن قادری)

اَلْحَمْدُ لِصَانِعِ الْبَرَایَا
وَالشُّکْرُ لِوَاہِبِ الْعَطَایَا
پوری ہوئی منزل جماعت
پھل نخل مراد آج لایا
محتشی کہ ہیں مصطفےٰ علی خاں
پایہ ہے بلند انھوں نے پایا
سعی مشکور انھیں کی ہے یہ
جس نے یہ سعید دن دکھایا
تیار ہوا کہ رباط اعلےٰ
دل میں یہ خیال اُن کے آیا
پائیں آرام بار و اغنیاء
خوش ہو اپنا ہو یا پرایا
تیار دو منزلہ عمارت
تیرے ہی کرم سے ہے خدایا
آغاز ہے منزل سوم کا
اس کے لئے چاہیئں ہدایا
اب تک تو جنھوں نے کی ہے خدمت
جنت میں انھوں نے گھر بنایا
آئندہ جو دیں گے بیش از پیش
گویا جنت کا گھر سجایا
اہل بیت امیر ملت
حق کا ہے یہ ابر فیض چھایا
سب کے سب اکمل، انسا تق
سب کے سب اجمل انتجایا
سب سے پہلے انھیں مبارک
دائم رہے ہم پر ان کا سایا
ان کے صدقے میں ہو مبارک
اہل اسلام کو خدایا

حساب آمدنی ریالات میں

یعنی ہندی و پاکستانی نوٹ حج وغیرہ تمام نوٹ تبدیل ہونے کے بعد!

سال	سکہ ریال میں وصول	ہندی نوٹ حج وغیرہ نوٹ تبدیل ہوکر ریالات	پاکستانی حج وغیرہ نوٹ تبدیل ہوکر ریالات	ہر سال کے ریالات کا میزان ریالات
پہلا	226 8/20	28 4/20	395 19/20	650 11/20
دوسرا	67/=	717 19/20	991 14/20	1,776 13/20
تیسرا	376/=	216 4/20	699 1/20	1,291 5/20
چوتھا	334/=	605/=	826 15/20	1,765 15/20
پانچواں	424/=	185 7/20	5 6/20	614 13/20
چھٹا	112/=	112/=	262 5/20	486 5/20
ساتواں	1126 11/20	792 11/20	709 12/20	2,628 14/20
آٹھواں	410/=	9,695 1/20	0 0	10,105 1/20
نواں	835/=	2,569 17/20	13,151 16/20	16556 13/20
دسواں	7,392 14/20	5,735 10/20	15,267 16/20	28,396
دس سال کا میزان	11303 13/20	20,657 13/20	32,310 4/20	64,271 10/20

حساب اخراجات

سال	آغاز سال میں بدست ریالات	دوران سال میں جمع ریالات	میزان سال کے ریالات کا	خرچ	سال کے باقی بدست ریالات
پہلا	=	650 11/20	650 11/20	57 11/20	593
دوسرا	593	1,770 13/20	2369 13/20	=	2,369 13/20
تیسرا	2,369 13/20	1,291 5/20	3660 18/20	=	3,660 18/20
چوتھا	3660 18/20	1765 15/20	5,426 13/20	=	5,426 13/20
پانچواں	5,426 13/20	614 13/20	6041 6/20	=	6,041 6/20
چھٹا	6,041 6/20	486 5/20	6527 11/20	5,000	1,527 11/20
ساتواں	1,527 11/20	2,628 11/20	4,156 5/20	60	4,096 5/20
آٹھواں	4,096 5/20	10,105 1/20	14201 6/20	1,530 15/20	12,670 11/20
نواں	12670 11/20	16,556 13/20	29,227 4/20	25,688 5/20	3538 19/20
دسواں	3538 19/20	28,396	31,934 19/20	32,534 15/20	باقی بدست کچھ نہیں 600 ریال قرض لئے ہیں 2587 1/2 ریال بیت المال میں وصول ہونا باقی ہیں!

حاشیہ:- (۱) رسیدات کے کاغذ طباعت اور جلد بندی پر خرچ (۲) زمین کی قیمت (۳) سرکاری انجنیئر کی فیس زمین کے ناپ اور حدود کا سرٹیفکیٹ کے لئے جو زمین کی رجسٹری کے لئے ضروری تھی۔ (۴) ... اخراجات تعمیر حرم کی تفصیل درگاہ شریف میں ارسال کی ہے۔ (بندہ کی اس رباط کے متعلق دس سال میں خط و کتابت کے اخراجات جو صدہا ریالات ہوئے ہیں داخل حساب نہیں کیا ہے۔ اپنے خاص خرچ سے کیا ہے۔)